تذکرہ مدائنِ حدیث

الامام الحافظ المؤرخ شمس الدین ابی عبداللہ

محمد بن احمد بن عثمان الذہبیؒ

۶۷۳-۷۴۸ھ

مترجم

محمد اسد اللہ خالد









يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ

کتاب و سنت (محدث) لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- بسااوقات کسی کتاب کو اس کی مجموعی افادیت کے پیش نظر پبلش کر دیا جاتا ہے جس کے مندرجات سے ادارہ کا کلی اتفاق ضروری نہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

نام کتاب	:	تذکرہ مدائن حدیث
مصنف	:	امام محمد بن عثمان ذہبیؒ
مترجم	:	محمد اسد اللہ خالد
سنہِ اشاعت	:	2022
تعداد	:	500
قیمت	:	500

ادارہ فکرِ جدید، لاہور

انتساب

والدین کے نام

جن کی توجہات وعنایات کا ثمرہ ہے کہ بندہ اس راہ علم کا مسافر بنا

رب ارحمهما كما ربيني صغيرا (بنی اسرائیل:۲۴)

اور

استاذ مکرّم پروفیسر ڈاکٹر محمد خورشید الحسن رضوی

کے نام

جو اس راہ علم میں بہترین راہنما بنے

فہرست

مقدمہ

الحمدلولیہ و الصلاۃ و السلام علی نبیہ امابعد! علوم الحدیث کی ہر جہت کے بارے میں محدثین نے ایک قابل ذکر ذخیرہ فراہم کیا ہے۔ خواہ وہ علوم الحدیث کی کسی بھی شاخ سے متعلق ہو۔ اصول الحدیث ہو یا رجال ان سب جہات میں ایک معتدبہ حصہ ہمارے پاس تحریری صورت میں موجود ہے۔ انہی جہات میں علوم الحدیث کی ایک تاریخی نوعیت یہ بھی ہے کہ مختلف شہروں میں علم الحدیث کی کیا صورت حال رہی، کب حدیث پہنچی، کن نفوس نے اس علم کی خدمت کی، کب تک کسی شہر میں یہ علم رہا، کب یہ علم اس شہر سے رخصت ہوتا چلا گیا، اور اس کے متعلقات کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔ اس علم میں موجود تحریری سرمایہ میں باقاعدہ ایک کتاب امام ذہبی علیہ الرحمہ کی ملتی ہے۔

امام ذہبیؒ نے علوم الحدیث اور تاریخ کی مختلف انواع کے بارے میں لکھا ہے۔ امام موصوفؒ کے کام کی نوعیت اس طرح کی ہے کہ بعد میں آنے والے علماء و محدثین

نے اس کام سے خوب اعتنا کیا۔ اس سلسلہ میں آپؒ کی گراں قدر کتاب "الامصار ذوات الآثار" ہے۔ جس پر اضافہ جات امام سخاویؒ کے ہاں بھی ملتے ہیں۔ جس میں قریبا چالیس سے زائد ممالک میں علم حدیث کے احوال پر لکھا گیا ہے۔ اس سے پہلے امام ذہبیؒ "بیان زغل العلم" کے عنوان سے ایک رسالہ تصنیف کر چکے تھے۔

اس رسالہ میں مختلف علوم وفنون کی فضلیت اور ان کے متعلقات کو بطریق احسن بیان کیا۔ اسی کتاب میں محدثین کے بارے میں مفصل کلام کیا۔ جس میں بعض محدثین کی حالت، حدیث پر اعتراض کرنے والوں کو جواب اور یہ کہ محدثین کون ہوتے ہیں، ان میں کون کون داخل ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں سماع حدیث اور عمل حدیث کے بارے میں نصائح کو بیان کیا گیا ہے۔ اس مفصل جائزے سے قریباً آٹھ صدیوں کے محدثین کے احوال کا معلوم ہو تا ہے۔ اس کی افادیت کے پیش نظر محدثین کے بارے میں یہ مفصل جائزہ ذیل میں درج کیا جارہا ہے:

امام ذہبی علیہ الرحمہ کا محدثین کے بارے میں مفصل تجزیہ:

"بعض اہل الحدیث وہ ہیں جن پر روایت کا غلبہ ہے نہ تو وہ حدیث کے معانی کی معرفت رکھتے ہیں اور نہ ہی اس پر عمل کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک صحیح و موضوع برابر ہیں۔ بلکہ ان کی زیادہ توجہ سماع حدیث اور اجزاء رواۃ کو بڑھانا ہے۔ آداب حدیث سے واقف ہیں اور نہ ہی سماع حدیث سے باہر نکلتے ہیں۔ ان میں کبھی ایک سماع میں مشغول ہے اور دل میں سوچ رہا ہے کہ وہ اسے پچاس سال بعد روایت کرے گا کیا ہی برا عمل

کیا تو نے! امام سفیان الثوری علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا ایسی حدیث میں خیر نہیں ہے۔ واللہ سچ کہا۔ کونسی خیر ہے جو حدیث صحیح کو غیر صحیح میں ملا دے۔ نہ تو اسے پرکھتا ہے اور نہ ہی اس کے ناقل سے اس بارے میں سوال کرتا ہے۔ اس کے ذریعے دین کا فہم بھی حاصل نہیں کرتا۔

اب ہمارے زمانے میں محدث کو چاہیے کہ اس کا مقصود حدیث سے اس پر عمل کرنے کا ہونا چاہیے سماع کا فائدہ تو روایت کرنا ہی ہے۔

میرا مخاطب محدث ہے نہ کہ وہ جو سنتا ہے اور نہ ہی عقل رکھتا ہے۔ نہ نمازوں کی حفاظت کرتا ہے۔ اور نہ ہی فواحش سے بچتا ہے۔ بری چیزوں سے اپنے دامن کو نہیں بچاتا اور نہ ہی سچ بولتا ہے۔ پس تم ان کی مثل نہ ہونا یہ چیزیں منحوس ہیں اور میں (ذہبی) اس سے بغض رکھتا ہوں۔

طالب الحدیث کو چاہیے کہ پہلے پہل "جمع بین الصحیحین" اور "الاحکام" از امام ضیاءؒ وغیرہ کی تحصیل کرے اور ان میں مضبوطی حاصل کرے ۔ اس کے ساتھ ساتھ "الالمام" کا درس حاصل کرے۔ صرف سماع کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ حالت یہ ہے کہ شیوخ سو رہے ہوتے ہیں اور بچے کھیل رہے اور نوجوان آپس میں باتیں اور دل لگی کر رہے ہوتے ہیں ۔ ان میں سے بعض اونگھ رہے ہوتے ہیں اور بعض ایک دوسرے کی مخالفت میں لگے ہوتے ہیں۔ قاری غلط سلط پڑھ رہا ہوتا ہے۔ ان کا زیادہ زور اس میں ہوتا ہے کہ 'او کما قال' اور یہ یوں لگتا ہے جیسے چھوٹے بچے منمنا رہے ہوں۔

ہمیں چھوڑو ہم تو اہل عقل کے لیے مذاق ہی بن کر رہ گئے ہیں۔ وہ ہم پر طنز کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ اہل الحدیث ہیں؟ ہاں اے راہ سے ہٹ جانے والے! تمھاری جھوٹی باتوں سے بہتر ہے کہ بار بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ہی ان احادیث کے ذریعے پڑھا جائے۔ اور تمھاری جھوٹی باتیں دین سے دور، ایمان ویقین کو رد کرنے اور اسفل السافلین میں پھینکنے والی ہیں! لیکن تم معذور ہو کیونکہ تم نے اہل الحدیث کو دیکھا ہی نہیں اور نہ ہی تم اس کی ابتداء جانتے ہو۔

ان میں شیوخ عالی اسناد والے ہیں جیسے رسول اللہ ﷺ معصوم کا جبریل معصوم سے روایت کرنا ہے۔ یہ اللہ اور آپ ﷺ کے درمیان نہایت عالی سند ہے۔ یعنی سید البشر عن جبریل عن اللہ عزوجل۔ ایسے ہی حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ، ابن مسعودؓ، حافظ ابو ہریرہؓ، ابن عباس رضی اللہ عنھم سے روایت کرنا ہے۔ اور اس میدان کے شہسوار جن کی لمبی عمریں اور بلند سندیں ہیں اور وہ ان روایات رفیعہ کی وجہ سے بلند ہیں۔ ان میں مسروق، سعید بن مسیب، حسن بصری، شعبی، عروہ بن زبیر رضوان اللہ علیھم اجمعین اور ان کی طرح کے اور رجال ہیں۔ اصحاب الحدیث میں وہ ہیں جو صاحب روایت ودرایت، صدق وعبادت، اتقان وزہد والے ہیں۔ ان کی مثل زہری، قتادہ، اعمش، ابن جُحادۃ، ایوب، ابن عون رحمھم اللہ شامل ہیں۔ ان سے جنھوں نے تحصیل علم کیا ان میں اوزاعی، ثوری، حماد بن زید اور حماد بن سلمہ، لیث رحمھم اللہ ہیں۔ ان کے علاوہ وہ بھی ہیں جو اصحاب ابن مبارک میں سے ہیں۔ یعنی الشافعی، یحیٰ بن قطان، اور امام قَعنبی رحمھم اللہ اور ان کے علاوہ اور بہت سارے ہیں۔ ان کے اصحاب میں سے

احمد، اسحاق، علی بن مدینی، یحیٰ بن معین، ابو خیثمہ، ابن کُریب، بن نُمیر، اور بُندار رحمھم اللہ جنہوں نے حدیث اور فقہ میں کمال حاصل کیا ہے۔ اور اسی طرح بخاری، مسلم، ابو داود، نسائی، ابو زرعہ، ابن خزیمہ، ابو حاتم اور محمد بن نصر وغیرھم رحمھم اللہ شامل ہیں۔ ان جیسے ائمہ امت جو متقدمین میں سے ہیں ان سے یہ علم نقل ہوتا آیا ہے۔ ان میں سے ہر ایک ایک ہزار کی طرح ہے۔ چوتھی صدی ہجری میں علم الحدیث کی اس شان میں کمی واقع ہوئی۔ پھر یونہی کم ہی ہوتا رہا اور آج تک ویسا ہی ہے۔ ہمارے وقت میں افضل وہی ہے جو محدثین میں سے ہے۔

کتنے ایسے رجال جو فقہ ورائے میں متقدمین میں جانے جاتے وہ متاخرین محدثین سے افضل ہیں۔ اور کتنے ہی ایسے متقدمین متکلمین ہیں جو علم الاثر سے زیادہ آگاہ تھے۔ اصحاب الحدیث کا ایک گروہ جیسے قاضی مصر وعامل ابن دقیق العید، حافظ وحجت شرف الدین الدمیاطی، حافظ جمال الدین بن الظاھری اور شیخ شہاب الدین بن فرح رحمھم اللہ ہیں۔ اور ایک مختصر سا گروہ جن میں شہاب الدین الدقوقی، نجم الدین الخباز، عبد الحافظ الشروطی رحمھم اللہ ہیں۔ اور اس وقت بھی ایسے لوگ ہیں جو اس علم کو اس کی شان کے مطابق اس کا فہم رکھتے ہیں۔ جیسے جمال الدین المزی، البرزالی، ابن سید الناس، قطب الدین الحلبی، تقی الدین السبکی، ابن قاضی بدر الدین ابن جماعہ، ابن العلائی، اور امین الدین الوانی، فخر الدین الفخر، ابن جامع الصالح، محب الدین المقدسی، فخر الدین النویری، اور میرے استاذ عبد اللہ بن خلیل رحمھم اللہ ہیں جو فہم و تفقہ رکھتے ہیں۔ اللہ ان کو اپنی رحمت میں رکھے۔ اور آدمی اسی کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

اور خوش بخت وہ ہے جو بیدار رہا اور طاعت میں مشغول ہو گیا واللہ الموفق الہادی"

کچھ اس کتاب کے بارے میں:

یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۴۰۵ھ (۱۹۸۵ء) میں دار ابن کثیر سے شائع ہوئی۔ کتاب کا ترجمہ کرتے وقت یہی نسخہ ہمارے پیش نظر رہا ہے۔ اس کتاب کے محقق عبد القادر الارناؤوط نے جابجا مفید حواشی کا اضافہ کیا ہے۔ لیکن جن حواشی کا اردو ترجمہ کیا گیا ان کے سامنے علامت (ط) لکھ دی ہے۔ جن حواشی کے سامنے (ط) نہیں لکھی وہ حواشی مترجم کے اضافہ کردہ ہیں۔ اس کتاب میں شہروں کا بہت زیادہ ذکر ہے اور حواشی میں جن کتب بُلدان میں اس شہر کا ذکر ہے اس کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ پہلے مستقل تصانیف کا ذکر ہے بعد ازاں امہات کتب بلدان جیسے معجم البلدان، مسالک الابصار وغیرہ سے نشاندہی کر دی گئی ہے۔ تاکہ تفصیل کے لیے ان کی طرف رجوع کیا جائے۔ ہمارے اسلاف نے کتب بلدان پر گراں قدر سرمایہ چھوڑا ہے۔ اگر ایک ایک کتاب کا بیان شروع کیا جائے تو ایک طویل فہرست تیار ہو جائے۔ لیکن مآخذ کے طور پر مصادر و مراجع کے عنوان سے ان کتب بلدان کی فہرست کے ساتھ جن کتب سے ترجمہ میں مدد لی گئی ہے۔ ان کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ امام موصوفؒ کی بہت ساری کتب کے تراجم ہو چکے ہیں لیکن امام موصوفؒ کی شخصیت اور علمی و فنی کاموں کی تفصیل ہمیں نہیں ملتی۔ اس لیے رسالے کے شروع میں امام ذہبیؒ کے مفصل حالات اور علمی آثار پر تفصیلاً لکھا گیا ہے۔

میں اپنے تمام محسنین و اساتذہ کا بے حد شکر گزار ہوں جن کی توجہات سے اس

قابل ہوا کہ امام ذہبیؒ کے رسالے کو اردو کے قالب میں ڈھال رہا ہوں۔ ان ساتذہ میں استاذ پروفیسر خورشید الحسن رضوی، ڈاکٹر محمد سلطان شاہ، ڈاکٹر حافظ محمد نعیم، ڈاکٹر محمد فاروق حیدر، ڈاکٹر امتیاز احمد، ڈاکٹر نعیم انور الازہری، ڈاکٹر میم نائلہ صفدر صاحبہ، ڈاکٹر عابد ندیم و ڈاکٹر حافظ محمد خورشید احمد قادری شامل ہیں اور جن سے عربی علم الصرف کی ابتدائی مولانا محمد شاہین صاحب کا سپاس گزار ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ صاحبزادہ محمد امانت رسول صاحب سربراہ ادارہ فکر جدید کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اپنی دلچسپی کا اظہار بھی کیا اور گاہے گاہے اس کے لیے مفید مشوروں سے بھی نوازا۔ ادارہ فکر جدید میں دار الترجمہ کے تحت اس رسالے کا ترجمہ اور اس کی اشاعت کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اللہ کریم سے دعا ہے وہ اس ادارے کو قائم رکھے اور یونہی علمی سرگرمیاں اس کے زیر سایہ ہوتی رہیں۔ میری یہ پہلی کاوش ہے ان شاء اللہ آئندہ بھی ادارہ فکر جدید کے تحت مزید کاوشیں سامنے آتی رہیں گی۔

کتاب کے ترجمہ میں غلطی کا پایا جانا خارج از مکان نہیں ہے۔ ہر علمی کاوش کو بہتر بنانے کی گنجائش موجود رہتی ہے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ جہاں جہاں نقص نظر آئے، بتقاضائے بشریت مجھے معذور سمجھیں مگر مطلع ضرور فرمائیں تاکہ آئندہ اس کا ازالہ کیا جا سکے۔ اللہ کریم محض اپنے فضل اور نبی اکرم ﷺ کے توسل سے اپنی جناب میں قبول فرمائے، آمین

محمد اسد اللہ خالد

۲۰۲۱-۱۲-۰۷

امام ذہبیؒ کے حالاتِ زندگی

امام ذہبیؒ کے حالاتِ زندگی

نام ونسب:

آپؒ کا نام محمد، لقب شمس الدین، کنیت ابو عبد اللہ اور آبائی علاقے کی نسبت سے ترکمانی فارقی اور دمشقی کہلائے۔ آپ کا مکمل نسب تذکرہ نگاروں نے یوں درج کیا ہے؛

هو محمد بن احمد بن عثمان بن قايماز ابن شيخ عبد الله التركماني الفارقي الدمشقي الشافعي، شمس الدين ابو عبد الله ذهبي۔ [۱]

آپ کی نسبت جو فارقی کی طرف کی گئی اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے اجداد دیار بکر کے مشہور شہر میافارقین کے رہنے والے تھے اور یہ سب ترکمان کہلاتے تھے۔ آپ کے دادا نے وہاں سے ہجرت کی اور دمشق کو اپنا وطن بنایا۔[۲] آپ کی ولادت ووفات یہیں ہوئی۔ اسی وجہ سے دمشقی کہلاتے ہیں۔

ذہبی کی وجہ تسمیہ:

"ذہبی" کے متعلق امام ابن اثیر علیہ الرحمہ نے "لب اللباب" میں اور امام

السمعانی علیہ الرحمہ نے "الانساب" میں یوں وضاحت کی ہے؛

ذہبی ذال معجمہ کے فتح کے ساتھ جس کے آخر میں با موحدہ ہے، یہ سونے کی صفائی کرنے اور اس میں سے کھوٹ نکالنے کی طرف نسبت ہے۔ ان کے خاندان کا کوئی فرد سونے کی زنجیر بنایا کرتا تھا جسے فارسی زبان میں 'زریشہ' کہا جاتا ہے۔ اس نسبت کے ساتھ ابوالحسین عثمان بن محمد الذہبی مشہور ہیں جو بغوی اور ابن صاعد سے روایت کرتے ہیں۔[3]

امام ابن اثیر علیہ الرحمہ آپ سے متقدم ہیں تو اس نسبت سے مشہور دیگر اشخاص کا ذکر کیا ہے جبکہ امام اسمعانی علیہ الرحمہ نے آپ کا تذکرہ اور اختلاف نقل کیا۔ اس نسبت سے اور بھی ائمہ ہیں۔[4]

چونکہ امام ذہبیؒ کے والد صراف تھے اس وجہ سے آپ ذہبی کہلائے، لیکن صلاح الدین الصفدی اور ابن کثیر کے اقوال سے پتا چلتا ہے آپ نے خود بھی شروع شروع میں صراف بنے لیکن بعد میں خوشحالی کے سبب چھوڑ دیا اور علم کی طرف توجہ کرلی۔[5]

ولادت:

آپ کی ولادت ۳ ربیع الاول ۶۷۳ھ / ۱۷ اکتوبر ۱۲۷۴ء میں دمشق سے کچھ فاصلہ پر قریہ کَفَربطنا میں ہوئی۔ ذہبی ۳ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ حافظ ابن حجر، قاضی شوکانی نے ماہ ولادت ربیع الاول کی بجائے ربیع الآخر قرار دیا ہے، لیکن ذہبی کے معاصرین میں صلاح الدین الصفدی، تاج الدین سبکی نے ربیع الاول قرار دیا ہے۔[6]

تحصیل علم:

آپؒ نے ایک علمی گھرانے میں آنکھ کھولی۔ آپ کی رضاعی والدہ آپ کی پھوپھی ست الاہل بنت عثمان (المتوفیہ ۷۲۹ھ) محدثہ تھیں اور آپ نے ان سے روایت بھی کیا۔ اسی طرح آپ کے ماموں ابو اسماعیل علی بن سنجر بن عبد اللہ ذہبی (المتوفی ۷۳۶ھ) تھے جنہوں نے اپنے مودب اور دیگر شیوخ سے سماع کیا تھا اور پھر ذہبی کے ساتھ دوبارہ بعلبک میں سماع کیا۔ اس کے علاوہ آپ کے والد احمد نے مقداد بن ھبت اللہ القیسی سے الصحیح البخاری کا سماع کیا اور آپ اپنے والد سے بھی روایت کرتے ہیں اور ان کے تراجم حالات میں وضاحت کی ہے۔[۷]

آپ نے چار سال کی عمر میں اپنے مودب علاؤالدین علی بن محمد حلبی المعروف بالبصص (المتوفی ۶۹۰ھ) کے ہاں جانا شروع کیا جو کہ بچوں کی تعلیم کے ماہر گردانے جاتے اور عمدہ خط کے مالک تھے ان کے مکتب میں چار سال تک زیر تعلیم رہے۔[۸]

امام ذہبی علیہ الرحمہ نے اٹھارہ انیس سال کی عمر میں علم کی طرف باقاعدہ توجہ دینی شروع کی اور استفادہ کثیر کیا۔ جس کا اندازہ ان کی معجمات شیوخ سے ہوتا ہے۔ آپ نے ادب ونحو، قراءت سبعہ، تاریخ حدیث اور اجازات کے لیے مختلف شہروں کے علمی اسفار کیے۔

علمی اسفار:

آپ نے اپنی والدہ اور والد کے احترام کی بدولت بہت سارے اسفار ترک کیے

لیکن بعد میں آپ کے والد احمد نے آپ کو اجازت دے دی تھی۔ آپ نے سب سے پہلا سفر ۶۹۳ھ / ۱۲۹۵ء میں بعلبک کا کیا جہاں الموفق النصیبی سے پورا قرآن پڑھا اس طرح محمد المغربی سے سماع کیا اسی شہر کی طرف آپ نے دوسرا سفر ۷۰۷ھ / ۱۳۰۶ء میں اختیار کیا اس کے علاوہ حمص، حماہ، طرابلس، کرک، بصرہ قدس اور تبول کی طرف اسفار کیے۔ ۹

آپ نے مصر کے بھی اسفار کیے اور کئی اہل فنون سے استفادہ کیا۔ جن میں شیخ جمال الدین ابی عباس احمد بن محمد حلبی المعروف بابن الظاہری، شیخ ابو الحجاج یوسف بن حسن اسکندرانی، اور صدرالدین سحنون سے کافی سماع اور استفادہ کیا۔ اسی دوران امام ابر قوہی، ابن دقیق اور علامہ عبد المومن بن خلف دمیاطی سے علم حاصل کیا۔ ۱۰

۶۹۸ھ / ۱۲۹۹ میں آپ نے سفر حج اختیار کیا آپ کے ساتھ دیگر ساتھی اور شیوخ بھی شامل تھے۔ جن میں مدرسہ مستنصریہ کے شیخ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ محسن المعروف بابن الخراط حنبلی (المتوفی ۷۲۸ھ) بھی تھے ماہ رمضان میں وہاں مجلس علمی کے بارے میں امام ذہبی رقمطراز ہیں

"ورافقنا فی الحج فسمعت منه بالعلی و معان کتاب الفرج بعد الشدة" ۱۱

وہ حج میں شریک تھے، میں نے اِن سے عُلیٰ اور معان میں "کتاب الفرج بعد الشرۃ" کا سماع کیا۔

اسی طرح مکہ، عرفہ، مدینہ منورہ کے شیوخ سے سماع کیا۔ ۱۲

شیوخ واساتذہ:

آپ کے شیوخ کی تعداد بہت زیادہ ہے جس کا محدود صفحات کے مضمون میں احاطہ ممکن نہیں ہیں۔ محتاط اندازے کے مطابق، آپ کے شیوخ کی تعداد تین ہزار کے قریب ہے۔ جس کا ذکر اسانید اور بغیر اسانید کے امام ذہبیؒ نے اپنی معجمات شیوخ میں ذکر کیا ہے اور ان میں ایک معجم احادیث کے حوالہ سے ہے۔[۱۳]

آپ کے نامور اساتذہ جن کی شہرت کو دوام حاصل ہے ان کا مختصر ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:

۱۔ احمد بن اسحاق الابر قوھی (۶۱۵۔۷۰۱ھ)

۲۔ ابن فرح الاشبیلی (۶۲۵۔۶۹۹ھ)

۳۔ ابن الظاہری (٦٢٦-٦٩٦ھ)

۴۔ ابو العباس الحجاز (۶۲۳۔۷۳۰ھ)

٥-ابو الفضل ابن عساکر (٦١٤-٦٩٩ھ)

٦-ابراهیم بن داؤد بن ظافر الفاضلی (٦٢٢-٦٩٢ھ)

٧-برهان الدین الفزاری (٦٦٠-٧٢٩ھ)

٨-الحافظ الدمیاطی (٦١٣-٧٠٥ھ)

٩-عبدالرحمن بن عبدالحلیم سحنون (٦١٦-٦٩٥ھ)

١٠-سنقر القضائی الزینی (٦١٩-٧٠٦ھ)

١١-عبدالکریم بن عبدالنورین بن منیر الحلبی ثم المصری (٦٦٤-٧٣٥ھ)

۱۲-عثمان بن محمد بن عثمان التوزری (٦٣٠-٧١٣ھ)

۱۳-عثمان بن یوسف النویری المالکی (٦٤٣-٧٥٦ھ)

۱٤-ابوالحسن الیونینی (٦٢١-٧٠١ھ)

۱۵-ابوبکر بن محمد بن القاسم المرسی ثم التونسی (٦٥٦-٧١٨ھ)

اس کے علاوہ آپ نے قریبا ایک سو بارہ خواتین سے سماع اور استفادہ کیا جن میں کچھ درج ذیل ہیں:

۱-خدیجہ بنت یوسف بن غنیمہ امۃ العزیز البغدادیہ ثم الدمشقیہ (٦٢٦-٦٩٩ھ)

۲-زینب بنت احمد بن عمر بن ابی بکر بن شکر المقدسیہ (٦٢٨-٧٢٢ھ)

۳-فاطمہ بنت ابراھیم بن محمود بن جوھر البطائحی البعلبکی (٦٢٥-٧١١ھ)

۴-ھدیہ بنت عبدالحمید بن محمد بن سعد المقدسیہ (٦٩٩ھ)

۵-ھدیہ بنت علی بن عسکر البغدادیہ ثم الصالحیہ ابنۃ الھراس (٦٢٦-٧١٢ھ)[14]

اس کے علاوہ بھی بہت سارے شیوخ ہیں جن کا ذکر معجمات میں بالتفصیل ہے۔ لیکن تین ایسے رفیق ہیں جن کا امام ذہبی علیہ الرحمہ کی زندگی پر بہت اثر رہا ہے ان کا مختصر ذکر یہ ہے۔

اقران:

ان میں ان شخصیات کا ذکر ہے جو آپ کے معاصرین میں سے ہیں اور ان کا آپ کی ذات پر نمایاں اثر نظر آتا ہے ان کا مختصر تذکرہ یہ ہے:

۱۔امام ابو الحجاج المزی (۶۵۴۔ ۷۴۲ھ)

آپ کا نام یوسف بن عبد الرحمن بن یوسف القضاعی الکلبی الدمشقی ہے جبکہ مزہ کی طرف نسبت کی وجہ سے امام مزی کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔

آپ کو الامام، العلامہ، الحافظ، الناقد، المحقق المفید کے القاب سے ذکر کیا جاتا ہے امام ذہبی علیہ الرحمہ آپ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"جو بھی ان کی کتاب "تہذیب الکمال" کی طرف دیکھے گا وہ یقینا اسے حفظ کرے گا میں نے اس کی مثل نہیں دیکھی اور اس کے معانی کے اعتبار سے اس کی مثل کوئی نہیں ہے۔ اس میں دین کو سمیٹا گیا ہے تھوڑا کلام، کثرت احتمال، باطن کی سلامتی اور دیگر خصائص سے منور اس کتاب کا ہر کوئی محتاج ہے۔" ۱۵

اور ہمیں تہذیب الکمال کا عکس امام ذہبی علیہ الرحمہ کی تصنیفات میں بدرجہ اتم ملتا ہے۔

۲۔احمد بن عبد الحلیم بن تیمیہ (۶۶۱-۷۲۸ھ)

آپ کا نام احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام ابن تیمیہ ہے شیخ الاسلام، امام، علامہ، ناقد، فقیہ مجتہد کے القاب سے آپ کو جانا جاتا ہے امام ذہبی علیہ الرحمہ ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

" تفسیر، حدیث، سنن، تدریس، فتوی میں مہارت تامہ رکھتے ہیں انہوں نے بہت ساری تصانیف لکھیں اور بعض مسائل میں ان کے تفردات بھی

ہیں وہ انسان ہیں، ان کے لئے غلطی و خطا بھی ہے۔ ان سب کے باوجود میری آنکھوں نے ان جیسا نہیں دیکھا اور نہ ان کی مثل۔ وہ متبحر عالم، صحیح الذہن، ادراک کرنے والے، جلد سمجھنے والے کثیر محاسن و کرم کے ساتھ شجاعت والے تھے۔"١٦

امام ابن تیمیہ علیہ الرحمہ کی بہت ساری تصانیف پر حاشیہ یا اختصار امام ذہبی علیہ الرحمہ نے کیا ہے۔

٣۔علم الدین البرزالی (٦٦٥۔٧٣٩ھ)

آپ کا نام قاسم بن محمد بن یوسف علم الدین البرزالی الاشبیلی الدمشقی الشافعی ہیں اور الامام، العالم، الحافظ المتقن، الصادق، الحجہ، مفید الآفاق اور مؤرخ العصر کے القابات سے جانے جاتے ہیں،

امام ذہبی علیہ الرحمہ نے مفید مُعلّم، نفع مند کے الفاظ آپ کے لیے ذکر کیے ہیں۔١٧

امام ذہبی علیہ الرحمہ ان سب میں سے چھوٹے تھے اور ان تینوں کے ساتھ بہت رفاقت رہی طلب علم میں ساتھ رہے۔ کبھی ان سے پڑھا اور کبھی پڑھایا، گویا رفیق استاذ کہا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ ابن قیم الجوزیہ (المتوفی ٧٥١ھ)، ابن سید الناس (المتوفی ٧٣٤ھ)، تقی الدین السبکی (المتوفی ٧٥٦ھ) بھی آپ کے معاصرین میں سے ہیں جو کہ مشہور و معروف ہیں۔ کچھ سے استفادہ کیا اور بعض سے ملاقات نہ ہو سکی۔ جیسا کہ ابن سید الناس کے بارے میں ہے۔١٨

تعلیم و تدریس:

آٹھویں صدی ہجری میں امام ذہبی کا آفتاب نصف النہار پر تھا اور آپ کے چرچے دور دور تک پھیل چکے تھے۔ آپ نے ۷۰۳ھ / ۱۳۰۳ء سے کفر بطنا کی بستی میں واقع مسجد میں خطابت کے فرائض سرانجام دینے شروع کیے اور ۷۱۸ھ / ۱۳۱۷ تک یہ ذمہ داری بڑے احسن انداز میں نبھائی۔

اسی دوران بہترین تصانیف منظر عام پر آئیں اور "تاریخ الاسلام ووفیات المشاھیر والاعلام" بھی ۷۱٤ھ کو مکمل کی۔[19]

۷۱۸ھ / ۱۳۱۸ء میں شیخ کمال الدین احمد بن محمد بن احمد الشریشی الوائلی کا وصال ہوا جو کہ تربت ام الصالحہ کے شیخ الحدیث تھے ان کے منصب جلیل پر پھر آپ فائز ہوئے۔ اس منصب کے بارے میں امام ابن کثیر علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

> "۳ذوالحج کو شیخ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی المحدث والحافظ نے تربت ام الصالحہ میں شیخ الحدیث کا منصب سنبھالا جو پہلے شیخ کمال الدین ابن الشریشی کے پاس تھا اور آپ کے ہاں قاضیوں کا ایک جم غفیر موجود رہتا تھا۔[20]

بعد ازاں مدرسہ ظاہریہ کے شیخ الحدیث مقرر ہوئے اور پھر اپنے شیخ اور رفیق کے وصال کے بعد مدرسہ نفیسہ میں شیخ الحدیث اور امامت کے فرائض سرانجام دینے لگے۔ آپ نے کل پانچ مدارس میں پڑھایا جن کے نام یہ ہیں:

۱-دارالحدیث النفیسہ

۲-دارالحدیث التنکزیہ

۳-تربت ام الصالحہ

٤-دار الحدیث الظاہریہ

٥-دار الحدیث الفاضلیہ ۲۱

آپ کے بہت سے قابل قدر تلامذہ ہیں جن کی ایک لمبی فہرست ہے اور یہ مضمون اس کا متحمل نہیں ہے، کیونکہ آپ نے پانچ مدارس (جو اس وقت علم کے سب سے اونچے مینار گردانے جاتے تھے) میں تدریس کی ذمہ داری سرانجام دی اور خوب دی۔ آپ کی بعض تصنیفات اسی دوران منصۂ شہود پر آئیں۔ آپ کے چند ایک تلامذہ یہ ہیں:

۱-احمد بن محمد العلائی الحرانی (۷۰۲-۷٤٥ھ)

۲-ابراھیم بن عبد الرحیم بن قاضی القضاۃ بد الدین محمد ابن جماعۃ (۷۲٥-۷۹۰ھ)

۳-اسماعیل بن عمر بن کثیر البصروی الدمشقی (۷۰۱-۷۷٤ھ)

٤-عبد الوہاب بن تقی الدین علی بن عبد الکافی السبکی (۷۲۸-۷۷۱ھ)

٥-محمد بن رافع ھجرس السلامی الحورانی الاصل (۷۰٤-۷۷٤ھ)

۷-محمد بن علی بن الحسن الحسینی (۷۱٥-۷٦٥ھ)

۷-خلیل بن ایبک بن عبد اللہ الصفدی (۷٦٤ھ) ۲۲

یہ وہ نامور شاگرد ہیں۔ جن میں امام ذہبی علیہ الرحمہ کی جھلک نظر آتی ہے اور تمام نے تراجم ورجال پر کتب تالیف کی ہیں اور اہل علم میں کوئی بھی ان کو نظر انداز

نہیں کر سکتا۔

سیرت واخلاق:

امام ذہبی علیہ الرحمہ زھد وورع کی بنا پر مشہور و معروف تھے اور وہ دینی اجتماعات میں حاضری دیتے اور ان اجتماعات میں صوفیاء اور علماء کا جم غفیر ہوتا۔ آپ کے شاگرد ابن رافع السلامی (المتوفی ٧٧٤ھ) لکھتے ہیں۔

" كان خيرا صالحا متواضعا حسن الخلق، حلوا المحاضرة غالب اوقاته الجمع الاختصارو الاشغال بالعبادة و رد بالليل وعنده مروءةو عصبيةو كرم ۔[۲۳]

"وہ صاحب خیر، نیک، منکسر المزاج، اچھے اخلاق کے مالک اور عمدہ تقریر کرتے تھے۔ وہ اپنا زیادہ تر وقت مواد جمع کرنے، اختصار کرنے اور عبادت کرنے میں گزارتے تھے اور رات کو وظیفہ کرتے تھے ان کے ہاں مروت، خاندانی وقار و غیرت اور جود وسخا کی حسین قدریں پائی جاتی تھیں۔[۲۴]

علامہ زرکشی علیہ الرحمہ نے آپ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق جمال کو یوں بیان کیا ہے:

" كان عليه من الزهد التام و الايثار العام السبق الى الخيرات والراغبة بما هوات ۔[۲۵]

"وہ مکمل زھد، وافر ایثار و قربانی، نیکی کے کاموں کی طرف سے سبقت لے جانے والے اور آخرت کی رغبت رکھتے تھے۔"

گویا کہ امام ذہبی علیہ الرحمہ ایثار و قربانی، کرم و سخا، آخرت کی طرف رغبت رکھنے والے اور اللہ کے لیے نیکی کرنے والے تھے۔ ہم اگر اجمالاً آپؒ کی زندگی پر ایک نظر ڈالیں تو قرآن وسنت کی تعلیم حاصل کرنے اور پھر اسے لوگوں تک پہنچانے میں آپؒ نے اپنی زندگی صرف کردی اور جو علمی کام سرانجام دیئے، آنے والے تمام علماء و محدثین اس سے استفادہ کرتے رہیں گے۔

امام ذہبی علیہ الرحمہ کے افکار و نظریات

آٹھویں صدی ہجری میں علم اپنے شباب پر نظر آتا ہے اور سیاست میں بھی قدرے استحکام تھا۔ جہاں علم کی فراوانی تھی وہاں کچھ لوگ کنویں کے قریب رہ کر پیاسے تھے یا خود ہی غفلت کا شکار تھے۔ فقہاء کا اختلاف اگرچہ مبنی بر حق ہے لیکن بے جا طول طویل نے اس کو مخالفت و مخاصمت کا باعث قرار دیا تھا۔ پھر اعتقاد میں ایک طرف جہاں حنابلہ تھے تو دوسری طرف شوافع جو امام ابو الحسن الاشعری علیہ الرحمہ کے پیروکار تھے۔ ان کے بارے میں بھی تنقیص کا رویہ اختیار کیا جاتا۔ امام ذہبی علیہ الرحمہ پر بھی الزامات تھے کہ وہ باقی فقہاء کا ذکر نہیں کرتے وغیرہ۔ اس معاملے میں ڈاکٹر بشار عواد معروف کی رائے ہی کی طرف ظن غالب ہے وہ لکھتے ہیں:

"وقد عرفنا من حياة الذهبی انه رافق الحنابلة و تاثر بشيخه ابن تيمية لاسيما فی عقائد فكان شافعی الفروع حنبلی الاصول ولذالك عند النقد يهتم بايراد العقائد علی طريقة اهل الحديث۔"[۲۶]

"ہمیں ذہبی علیہ الرحمہ کی زندگی سے پتا چلتا ہے کہ وہ حنبلیوں کے ساتھی تھے اور خصوصاً عقائد میں اپنے شیخ ابن تیمیہ سے متاثر تھے وہ فروعات میں شافعی اور اصول میں حنبلی تھی اسی لیے عقائد درج کرتے وقت ان پر اہل حدیث کے انداز میں تنقید کرنے کا اہتمام کرتے ہیں۔"

اس کا اعتراف امام تاج الدین سبکی علیہ الرحمہ نے بھی کیا ہے اور اس کے ساتھ ایک الزام بھی لگایا کہ وہ دیگر فقہاء کے تراجم میں انصاف سے کام نہیں لیتے۔ ۲۷

اگرچہ اس حوالہ سے بات پایۂ تحقیق تک پہنچ چکی ہے کہ ذہبیؒ نے تراجم سے انصاف کیا ہے اور جتنا جس کا حق تھا اتنا لکھا ہے چاروں ائمہ پر الگ الگ بھی لکھا ہے۔ قاضی شوکانی علیہ الرحمہ نے بھی اس کے جوابات دیئے ہیں لیکن امام سخاوی علیہ الرحمہ نے "الاعلان" میں امام سبکی علیہ الرحمہ پر خاصی تنقید کی اور ان کی کتاب کا اقتباس بھی درج کیا اور ثابت کیا کہ امام سبکیؒ نے امام ذہبیؒ سے کہیں زیادہ تنقید کی ہے۔ ۲۸

ڈاکٹر بشار عواد معروف نے بھی امام اسبکی کے موقف کو درست قرار دیا ہے۔ ۲۹

اس کے علاوہ ۳۰ آپ نے سلف صالحین کے طریق پر چلتے ہوئے معتزلہ و روافض پر بھی بہت تنقید کی ہے۔ آپ نے رفض و اعتزال پر امام بیہقی علیہ الرحمہ کی دو کتابیں "البعث والنشور" اور "کتاب القدر" کے مختصرات لکھے، اپنے ساتھی اور شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کی کتاب "منہاج الاعتدال فی نقض کلام اھل الرفض والاعتزال" کا اختصار کیا ہے جو شائع بھی ہو چکا ہے۔ ۳۱

اگرچہ امام ذہبی علیہ الرحمہ نے شیخ ابن تیمیہ کے نظریات پر سخت جرح کی ہے جو

ان کی کتاب " النصیحہ ذہبیہ "میں ہے اور دوسری" بیان زغل العلم "میں بھی کی ہے۔۳۲

لیکن ان سب کے باوجود اپنے شیخ ابن تیمیہؒ کا ترجمہ لکھتے وقت انصاف سے کام لیا ہے یہی راہ اعتدال واوسط ہے۔

علماء کی آراء:

آپ کے معاصرین اور غیر معاصرین سے آپ کے بارے میں غیر معمولی آراء منقول ہیں۔ جن سے صَرف نظر نہیں کیا جاسکتا۔ آپ کے علمی مقام کو آپ کے دور کے علماء نے اور بعد میں آنے والوں نے کھلے دل سے تسلیم کیا۔ چند ایک آراء درج کی جاتی ہیں۔

امام تاج الدین السبکی:

امام سبکی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں؛

> ذہبی علیہ الرحمہ ہمارے شیخ، استاذ، امام حافظ ۔۔۔اور محدث زمان ہیں۔ ہمارا دور چار حفاظ پر مشتمل ہے جن میں عموم خصوص ہے۔ وہ المزی، البرزالی، ذہبی اور میرے والد ہیں۔ ان کے عہد میں پانچواں کوئی ان کے درجہ کا نہیں۔ ویسے ہمارے استاذ ابو عبد اللہ ایک بے نظیر شخصیت ہیں۔ اور مشکل پڑنے پر وہی خزانہ اور پناہ گاہ ہیں۔ وہ پوری روئے زمین پر حفاظ کے امام ہیں۔ علوم و فنون میں وہ اپنے عہد پر یہ سبقت لے گئے، وہ جرح و تعدیل کے بارے میں شیخ اور ہر میدان میں رجال کی پرکھ والے انسان تھے۔ انہوں نے حدیث میں ہماری تخریج کی اور ہمیں ائمہ حدیث

میں شامل کر دیا۔۳۳

امام علم الدین برزالیؒ نے (۷۳۹ھ) آپ کے بارے میں یوں لکھا ہے:

وہ ایک فاضل صحیح ذہن کے حامل انسان تھے۔ جو حدیث اور دیگر علوم قرأت کی تدریس میں مصروف رہے اور اس مقصد کی خاطر سفر کیے اور بہت کچھ لکھا ان کی تصنیفات اور اختصارات مفید ہیں۔ آپ قرات کے شیوخ کو خوب جانتے ہیں۔۳۴

امام ابن الوردی نے لکھا ہے:

اسماء الرجال کی معرفت میں ان کا کوئی ثانی نہیں وہ عظیم محدّث و مورّخ ہیں۔۳۵

امام ابن بردی علیہ الرحمہ نے یوں لکھا ہے:

انہوں نے سماع بہت کیا۔ شہروں کے علمی سفر اختیار کیے اور لکھتے رہے۔ حدیث و علوم حدیث میں درجہ کمال کو پہنچے۔ فن اصول حاصل کیا اور کتابوں کے انتخاب لکھتے رہے۔ فن قرات کے اساتذہ کی ایک بڑی جماعت سے سبعہ قرات پڑھیں۔۳۶

امام ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:

میں نے بدر نابلسی کے درس میں ان کے خط میں لکھی ہوئی یہ عبارت پڑھی کہ وہ اپنے عہد میں رجال اور ان کے حالات کی معرفت میں علامہ تھے۔ وہ تیز فہم اور فطانت کے مالک تھے اور ان کی شہرت مبالغہ آرائی سے بے نیاز ہے۔۳۷

علامہ یافعی علیہ الرحمہ نے آپ کے بارے میں لکھا ہے۔

نہایت مفید درس، بہت زیادہ فضیلت، کرامات اور مشہور صفات کے مالک

ابو عبداللہ بن احمد ذہبی ہیں۔۳۸؎

امام بدر الدین عینی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے۔

شیخ، امام، علامہ، حافظ، تاریخ نگار، اور شیخ المحدثین ہیں۔۳۹؎

دور جدید کے محقق محمد کرد علی آپ کے بارے میں رقمطراز ہیں:

" وہ عام مورخین کی طرح ہیں اور نہ ہی عام محدثین کی طرح محدث۔ انہوں نے عقل کا استعمال کرتے ہوئے اپنی تالیفات میں انفرادیت اختیار کی ہے۔ اپنے سینے میں محفوظ علوم کی طرف نگاہ ڈالتے ہوئے قدیم کو قدیم میں ضم کر دیتے ہیں۔ اس طرح انہوں نے ایسے خلاء کو پُر کیا ہے جو ان کی عدم موجودگی میں بر قرار رہتا اور فرض ادا کیا جسے دوسرے نفل شمار کرتے تھے۔ وہ ایسے امام ہیں جو اپنے علم کی بدولت تھکاوٹ کا شکار ہوئے کہ بعد والے آرام کریں۔"۴۰؎

اور پھر لکھتے ہیں:

وہ مسلمانوں کے عظیم مورّخ ہیں۔۴۱؎

جن ائمہ کی شہرت عرب و عجم میں ہے وہ امام ذہبیؒ کو امام المحدثین کے لقب سے یاد کرتے اور آپ کی خدمات کا برملا اعتراف کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کی قابل قدر تصنیفات کو اہم گردانتے ہیں۔ سب سے زیادہ محدثین نے آپ کے اختصارات کو پسند کیا۔ جن کا تذکرہ آگے کتب کے ذیل میں آئے گا۔

اولاد:

امام ذہبیؒ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ اور تینوں بچے ہی علم کے شیدائی تھے۔

آپ علیہ الرحمہ کے بڑے بیٹے کا نام ابو درداء عبداللہ تھا۔ ۷۰۸ھ میں پیدا ہوئے اور امام صاحب کی وجہ سے بہت سے لوگوں سے سماع کیا لیکن زندگی نے وفا نہ کی تو ۷۴۴ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

آپ کے چھوٹے بیٹے ابو ہریرہ عبدالرحمان تھے۔ جو ۸۱۵ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد کی معیت میں سماع حدیث کی۔ امام ذہبی علیہ الرحمہ کی وجہ سے حدیث میں ان کا مقام بہت بڑا ہوا۔ ان کو امام صاحب نے تاریخ الاسلام روایت کرنے کی اجازت دی۔ ۷۹۹ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ محمد نامی ایک لڑکا آپ کا جانشین ہوا۔ امام ذہبیؒ کی بیٹی امت العزیز بہت ذہین و فطین تھیں۔ شیخ المستنصر یہ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ (المتوفی ۷۰۷ھ) نے بھی انہیں اجازت دی تھی ان کے ہاں ایک بیٹا عبدالقادر تھا جن کو امام ذہبی علیہ الرحمہ نے تاریخ الاسلام کی روایت کی اجازت دی۔ ؎۴۲

وصال:

وفات سے کچھ عرصہ پہلے آپ کی آنکھوں میں پانی اتر آیا تھا جس کی وجہ سے آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ جس کی وجہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی طبیعت کو جانتا ہوں، میری نظر آہستہ آہستہ کمزور ہوتی رہی یہاں تک کہ بالکل ختم ہو گئی۔ ؎۴۳

زیادہ تر تذکرہ نگاروں نے آپ کا سن وصال ۷۴۸ھ / ۱۳۴۸ درج کیا ہے

آپ کی نماز جنازہ جامع مسجد دمشق میں پڑھائی گئی۔باب الصغیر کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ جبکہ آپ نے تربت ام الصالحہ کے مقام پر پیر کے روز وفات پائی تھی۔ آپؒ کے لیے ایصال ثواب کی غرض سے ختم قرآن کیا گیا۔دیگر طلبہ و علماء نے مرثیہ بھی نظم کیا اسی طرح امام ابن کثیر علیہ الرحمہ نے امام ذہبیؒ کی قبر پر جانا اور وہاں حدیث روایت کرنے کے متعلق اپنا قصہ لکھا ہے۔[۴۴]

حواشی

1. دمشقی، عبد الحیٔ بن احمد، امام (م۱۰۸۹ھ)، شذرات الذھب فی اخبار من ذھب، تحقیق؛عبد القادر الارناؤوط، بیروت، دار ابن کثیر، ۱۴۱۳ھ، ۴:۲۶۸
2. عسقلانی، احمد بن علی، امام (م۸۵۲ھ)، الدرر الکامنہ فی اعیان المئۃ الثامنہ، حیدرآباد، دائرہ المعارف العثمانیہ، ۱۳۵۰ھ، ۳:۳۳۶
3. ابن اثیر، علی بن محمد، امام (م۶۳۲ھ)، لب اللباب فی تہذیب الانساب، بغداد، مکتبہ المثنی، سنہ ندارد، ۱:۵۳۵
4. ابن سمعانی، عبد الکریم بن محمد، امام (م۵۶۲ھ)، الانساب، حیدرآباد، مجلس دائرہ المعارف العثمانیہ، ۱۳۹۷ھ، ۶:۲۰
5. صفدی، خلیل بن ایبک، امام (م۷۶۴ھ)، الوافی باوفیات، تحقیق؛احمد الارناؤوط، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ۱۴۲۰ھ، ۲:۱۱۴
6. ایضاً
7. ذہبی، محمد بناحمد، امام (م۷۴۸ھ)، معجم شیوخ ذہبی، تحقیق، الدکتور روحیہ عبد الرحمان، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۰ء، ص:۴۵۵
8. ایضاً، ص:۴۶۷
9. ذہبی، محمد بن احمد، امام (م۷۴۸ھ)، معجم الشیوخ، تحقیق، الدکتور الحبیب، ریاض، مکتبہ الصدیق، ۱۹۸۸ء، ص:۳۴۵
10. ایضاً:۲۴۵
11. ذہبی، محمد بن احمد، امام (م۷۴۸ھ)، سیر اعلام النبلاء، مقدمہ، ص:۶۷

12. ایضاً ص 67
13. ذہبی، محمد بن احمد، امام (م ۷۴۸ھ)، المعجم المختص بالمحدثین، تحقیق، الدکتور الحبیب، ریاض، مکتبہ الصدیق، ۱۹۸۸ء، ص: ۳۴۔۶۷
14. ذہبی، محمد بن احمد، امام (م ۷۴۸ھ)، المعجم المختص بالمحدثین، ص: ۸۷۔۸۹
15. ذہبی، محمد بن احمد، امام (م ۷۴۸ھ) سیر اعلام النبلاء، ص: ۵۶
16. ایضاً: ۵۶
17. ذہبی، محمد بن احمد، امام (م ۷۴۸ھ)، تذکرۃ الحفاظ، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۲۰۱۴ء، ۴: ۳۲۴
18. ذہبی، محمد بن احمد، امام (م ۷۴۸ھ)، تذکرۃ الحفاظ، ۴: ۴۶
19. سبکی، عبد الوہاب بن علی، امام، (م ۷۷۱ھ) طبقات الشافعیہ الکُبرٰی، تحقیق: محمود محمد الطناحی، بیروت، دار احیاء الکتب العربیہ، ۱۳۸۳ھ، ۳: ۸۲
20. دمشقی، اسماعیل بن عمر، امام (م ۷۷۴ھ)، البدایہ والنھایہ، ۱۲: ۴۵۶
21. دمشقی، عبد القادر بن محمد، علامہ (م ۹۷۸ھ)، الدارس فی تاریخ المدارس، تحقیق، ابراھیم شمس الدین، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۸ء، ۳: ۱۵۶
22. ذہبی، محمد بن احمد، امام (م ۷۴۸ھ)، تاریخ الاسلام و وفیات المشاہیر و الاعلام، تحقیق: الدکتور بشار عواد المعروف، بیروت، دار الغرب الاسلامی، ۲۰۰۳ء، ۱: ۶۷
23. سلامی، محمد بن رافع، امام، م ۷۷۴ھ)، الوفیات، تحقیق، صالح مھدی عباس، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، ۲: ۵۵، ۱۴۰۲
24. ایضاً 2/55
25. شنب، محمد، الدکتور، دائرہ معارف اسلامی، لاہور، دانش گاہ پنجاب، ۱۹۷۳ء ۳۴۵: ۱۰
26. معروف، بشار عواد، ڈاکٹر، ذہبی و منھجہ فی کتابہ تاریخ الاسلام، قاھرۃ، عیسٰی البابی، ۱۹۷۶ء، ۳۵۶
27. سبکی، عبد الوہاب بن علی، امام (م ۷۷۱ھ)، طبقات الشافعیہ الکُبرٰی، ۳: ۸۲
28. سخاوی، محمد بن عبد الرحمٰن، امام (م ۹۰۲ھ)، الاعلان بالتوبیخ لمن ذم اہل التاریخ، مترجم: الدکتور

صالح، بیروت، مؤسسہ الرسالہ، ۱۹۸۶ء، ص:۹۴

29. معروف، بشار عواد، ڈاکٹر، ذہبی ومنہجہ فی کتابہ تاریخ الاسلام، ص:۴۵۳
30. ایضاً
31. ذہبی، محمد بن احمد، امام، بیان زغل العلم، تحقیق، محمد بن عبد اللہ، قاھرۃ، دار القلم، ۲۰۱۳ء
32. ایضاً ص86،87
33. سبکی، عبد الوہاب بن علی، امام (م ۷۷۱ھ)، طبقات الشافعیہ الکبری، ۸۳:۳
34. عبد الستار، الشیخ، الحافظ ذہبی، ص:۲۳۴
35. ذہبی، محمد بن احمد، امام (م ۷۴۸ھ)، انتقاء المختصر المحتاج الیہ، تعلیق، الدکتور مصطفی جواد، بغداد، مکتبہ معارف، ۱۹۵۱ء، ۴:۴۳۱
36. اتابکی، یوسف بن تغری، امام (م ۸۷۴ھ) النجوم الزاھرۃ فی ملوک مصر والقاھرۃ، قاھرۃ، دار الکتب والوثائق القومیہ، ۱۸۳:۱۰، ۱۳۸۳
37. عسقلانی، احمد بن علی، امام (م ۸۵۲ھ)، الدرر الکامنہ فی اعیان المئۃ الثامنہ، حیدر آباد، دائرۃ المعارف العثمانیہ، ۱۳۵۰ھ، ۳:۳۳۹
38. یافعی، عبد اللہ بن اسعد، امام (م ۷۶۸ھ) مرآۃ الجنان، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۲۰۱۴ء، ۳:۳۳۰
39. عینی، محمود، امام (م ۸۵۵ھ) عقد الجمان فی تاریخ اھل الزمان، تحقیق، الدکتور محمد امین، قاھرۃ، دار الکتب الوثائق القومیہ، ۲۰۱۰ء، ۲:۲۴۰
40. محمد کرد، الدکتور، کنوز الاجداد، دمشق، دار القلم، ۱۹۲۹ء، ص:۲۳۴
41. ایضاً ص235
42. ذہبی، محمد بن احمد، امام (م ۷۴۸ھ) سیر اعلام النبلاء مقدمہ، ص:۶۸
43. سلامی، محمد بن رافع، امام (م ۷۷۴ھ)، الوفیات، تحقیق، صالح مھدی عباس، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۰۲ھ، ۲:۵۶
44. دمشقی، اسماعیل بن عمر، امام (م ۷۷۴ھ)، البدایہ والنھایہ، ۱۲،۲۲۷

امام ذہبیؒ کے علمی آثار

امام ذہبیؒ کے علمی آثار

امام ذہبی علیہ الرحمہ کی تصانیف کی تعداد دو سو سے زائد ہے۔ جن میں سے ایک سو تراسی (۱۸۳) تاریخ، رجال، اختصارات اور منتقیات پر مشتمل ہیں۔ امام صاحب نے ساری زندگی پڑھنے اور پھر ان کتب کے اختصارات کرنے اور ان سے اپنی کتب مدون کرنے کا کام کیا ہے۔ بنیادی طور پر امام موصوف علیہ الرحمہ نے سب سے پہلے ضخیم کتاب تاریخ الاسلام تصنیف کی۔ یہ کتاب مطبوعہ صورت میں پچاس مجلدات کو محیط ہے۔ اس کو مد نظر رکھ کر امام موصوف نے بہت ساری تصانیف لکھیں۔

تمام کتب کا جائزہ لینے سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ آپ کی سب سے زیادہ تالیفات تاریخ و حدیث میں ہیں۔ اور یہی دو آپ کے میدان تخصص لگتے ہیں۔ اسی سے آپ کی شہرت ہے۔ اگرچہ باقی فنون میں بھی لکھا، لیکن جتنا تنوع تاریخ و رجال میں نظر آتا ہے وہ دیگر فنون میں کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ تاریخ بغداد و

دمشق کے اختصارات، بعض کتب پر حواشی اور خصوصاً معجمات شیوخ میں آپ نے بہت زیادہ وسعت سے کام لیا ہے۔ ان میں آپ کے شعری ذوق کا علم ہوتا ہے۔ لیکن شاعری میں آپ کی کوئی تصنیف نہیں ہے۔

مضمون ھذا اس کا متحمل تو نہیں کہ ایک ایک کتاب کی وضاحت کی جائے، لیکن جن کتب کا تعلق تاریخ سے ہے۔ ان سے متعلق ذیل میں وضاحت کی جاتی ہے کہ اگر کتاب موجود ہے تو مطبوع ہے یا نہیں۔ اگر مطبوع نہیں ہے تو اس کا نسخہ موجود ہے یا مفقود ہے۔ نسخہ جات کی تفصیل کے لیے ڈاکٹر بشار عواد معروف کی تصنیفات سے استفادہ کیا ہے۔ ۱۹۷۶ء میں ڈاکٹر بشار عواد معروف نے امام ذہبی علیہ الرحمہ پر مقالہ لکھا اور اس میں آپ کی کتابوں کی وضاحت کر دی تھی۔ جو مخطوط صورت میں موجود تھیں۔[1] اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت ساری کتب اب چھپ کر منظر عام پر آ گئی ہیں، کچھ کتابیں جو مطبوع ہوئیں ان میں بعض تک رسائی ممکن ہوئی اور بعض کتب کے بارے میں عرب اسکالرز کے بیانات پر اعتماد کرنا پڑا۔ جیسا کہ علامہ زاہد الکوثری کی تحقیق سے شائع ہونے والی کتب کے سلسلہ میں یہی ہمارا طریقہ رہا ہے۔

قرأت:

اس فن میں آپ کی ایک ہی تصنیف ہے۔ آپ خود قرأت قرآن کے قاری اور انکے حافظ تھے۔ اس فن کی تکمیل کے لیے اسفار تو کیے لیکن ایک ہی کتاب اس فن میں چھوڑی جو مطبوع نہیں ہے۔

۱۔ تلویحات فی علم القرأت

حدیث:

۲۔ اربعون البلدانیہ

۳۔ ثلاثون البلدانیہ

۴۔ طرق حدیث (من کنت مولاہ فعلی مولاہ)

۵۔ کلام علی حدیث الطیر

٦۔ مستدرک علی مستدرک الحاکم

مصطلح الحدیث و آدابہ:

۷۔ کتاب الزیادہ المضطربہ

۸۔ طرق احادیث النزول

۹۔ العذب السلسل فی الحدیث المسلسل

۱۰۔ منیہ الطالب لاعز المطالب

۱۱۔ موقظہ فی علم مصطلح الحدیث ؎

عقائد:

۱۲۔ احادیث الصفات

۱۳۔ اربعین فی صفات رب العالمین

۱۴۔ جزء فی الشفاعۃ

۱۵۔ جزءان فی صفۃ النار

۱۶۔رسالہ الذھبیہ لابن تیمیہ

۱۷۔الروع والاوجال فی نبا المسیح الدجال

۱۸۔ رؤیۃ الباری

۱۹۔العرش

۲۰۔علو للعلی الغفار

۲۱۔کبائر

۲۲۔مابعد الموت

۲۳۔مسألۃ دوام النار

۲۴۔مسألۃ الغیبہ

۲۵۔مسألۃ الوعید[3]

اصول الفقہ:

۲۶۔مسألۃ الاجتہاد

۲۷۔مسألۃ خبر الواحد[4]

فقہ:

۲۸۔تحریم ادبار النساء

۲۹۔تشبیہ الخسیس باھل الخمیس

۳۰۔جزء الخضاب

۳۱۔ جزء من صلاۃ التسبیح

۳۲۔ جزء من القہقہہ

۳۳۔ حقوق الجار

۳۴۔ فضائل الحج وافعالہ

۳۵۔ لباس

۳۶۔ مسالۃ السماع

۳۷۔ وتر۔ ۵؎

رقائق:

۳۸۔ جزء فی محبۃ الصالحین

۳۹۔ دعاء المکروب

۴۰۔ ذکر الولدان

۴۱۔ تعزیہ الحسنہ بالاعزہ

۴۲۔ کشف الکربہ عند فقد الاحبہ

التاریخ والتراجم:

۴۳۔ اخبار السد

قرآن حکیم میں حضرت ذوالقرنین کی تعمیر کردہ دیوار کا ذکر ہے۔ اس کے احوال پر کتاب ہے۔ اس کا تذکرہ علامہ الصفدی علیہ الرحمہ نے کیا ہے۔ ۶؎

۴۴۔ اخبار قضاۃ دمشق

اس کتاب کا ذکر صاحب کشف الظنون وہدیۃ العارفین نے کیا ہے۔[7]

۴۵۔ اسماء عاش ثمانین سنہ بعد شیخ او بعد تاریخ سماع

اس کتاب کا ایک نسخہ آیا صوفیہ میں موجود ہے۔[8] عنوان کتاب سے مضامین کا خاکہ ذہن میں بن جاتا ہے۔

۴۶۔ الاشارۃ الی وفیات الاعیان المنتقی من تاریخ الاسلام

امام ذہبی علیہ الرحمہ نے تاریخ الاسلام پر اعتماد کرتے ہوئے ۷۰۰ھ تک کے لوگوں کے وفیات کا ذکر کیا ہے۔ علامہ سبکی،[9] سخاوی،[10] اور امام ابن حجر نے اس کا ذکر کیا ہے ۔علامہ ابن تغری بردی نے اپنی کتاب النجوم الزاھرہ میں اس کتاب پر بہت اعتماد کیا ہے۔[11] یہ کتاب طبع ہو چکی ہے۔

۴۷۔ اعلام بوفیات الاعلام

علامہ ابن العماد، ابن تغری بردی، اور امام السبکی نے اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔[12] چھیالیس نمبر پر درج کتاب سے مغالطہ ہوتا ہے شاید یہ دونوں ایک ہی ہیں لیکن ڈاکٹر بشار عواد کہتے ہیں۔ اس کا نسخہ الظاھریہ میں ہے اس کی ابتداء مختلف ہے۔ اس لیے یہ دونوں مختلف کتابیں ہیں۔[13]

۴۸۔ اھل المئۃ فصاعدا

یہ کتاب دار الکتب الظاھریہ سے ۱۹۷۳ء میں شائع ہوئی ہے۔[14] زمانہ جاہلیت اور اسلام میں معمرین کے حالات پر لکھی گی ہے اور اس میں امام موصوف کے والد کے

دادا کا ذکر بھی ہے انہوں نے ایک سو نو سال کی عمر میں وفات پائی تھی۔

۴۹۔ بیان عن اسم ابن فلان

سبط ابن حجر نے اس کا ذکر کیا ہے۔

۵۱۔ تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر الاعلام

۵۲۔ التاریخ المتمع

علامہ ابن العماد اور ابن تغری بردی نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ ۱۵

۵۳۔ تذکرۃ الحفاظ

یہ کتاب مشہور و معروف ہے مکتبہ رحمانیہ اور مکتبہ اسلامیہ نے اس کا اردو ترجمہ بھی شائع کر دیا ہے۔

۵۴۔ تراجم رجال روی عنھم محمد بن اسحاق

یہ کتاب ۱۸۹۰ء میں لیڈن سے شائع ہوئی نیٹ پر اس کا ایک نسخہ موجود ہے۔ ۱۶

۵۵۔ تسمیہ رجال صحیح مسلم الذین انفرد بھم عن البخاری

یہ کتاب عبد اللہ بن محمد السحیم کی تحقیق سے ۱۴۳۸ء میں شائع ہوئی۔ اس کے کل اکہتر صفحات ہیں۔ اس میں ۶۸۷ رواۃ کا ذکر ہے۔

۵۶۔ تقیید المھمل

اس کا ذکر سبط ابن حجر نے کیا ہے۔ ۱۷ اس کا کوئی نسخہ موجود نہیں ہے۔

۵۷۔ تلویح بمن سبق ولحق

اس کا تذکرہ ابن تغری بردی نے کیا ہے۔ ۱۸ لیکن یہ بھی مفقود ہے۔

۵۸۔ جزء اربعہ تعاصروا

یہ کتاب مفقود ہے۔ اس کا تذکرہ سبط ابن حجر نے کیا ہے۔ ۱۹؎

۵۹۔ دول الاسلام

یہ کتاب تاریخ الاسلام سے ہی ماخوذ ہے۔ ہند اور مصر سے کئی مرتبہ شائع ہو چکی ہے۔

۶۰۔ دیوان الضعفاء

حماد بن محمد الانصاری کی تحقیق سے ۱۹۶۷ میں کتاب مکتبہ نھضۃ حدیثیہ سے شائع ہو چکی ہے۔

۶۱۔ ذکر من اشتھر بکنیہ من الاعیان

یہ کتاب مخطوط صورت میں موجود ہے۔ ۲۰؎

۶۲۔ ذکر من یوتمن قولہ فی الجرح والتعدیل

یہ کتاب آیا صوفیہ میں مخطوط صورت میں موجود ہے۔ ۲۱؎

۶۳۔ ذیل الاشارۃ الی وفیات الاعیان

اس کتاب کا ذکر امام اسخاوی علیہ الرحمہ نے کیا ہے۔ یہ کتاب ابراھیم صالح کی تحقیق سے ۱۹۹۱ء میں دار ابن اثیر سے شائع ہوئی۔ یہ بھی تاریخ الاسلام سے ماخوذ ہے۔

۶۴۔ ذیل دول الاسلام

یہ کتاب بھی حیدر آباد سے طبع شدہ ہے۔ ۲۲؎

۶۵۔ ذیل سیر اعلام النبلاء

اس کتاب کا تذکرہ شیخ تقی الدین الفاسی نے کیا ہے۔ اور انہوں نے ان لوگوں کے

حالات پر کتاب لکھی جو امام ذہبی علیہ الرحمہ سے رہ گے تھے۔ امام الفاسی کی کتاب مطبوع ہے۔ ۲۳

۶۶۔ ذیل دیوان الضعفاء

حماد بن محمد الانصاری کی تحقیق سے مکتبہ نھضہ سے ۲۰۰۹ء میں یہ کتاب شائع ہو چکی ہے۔ یہ کل ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

۶۷۔ ذیل کتاب الضعفاء لابن الجوزی

اصل کتاب تو مطبوع ہے۔ ۲۴ لیکن ذیل طبع نہیں ہوا۔

۶۸۔ ذیل علی ذیل کتاب الضعفاء لابن الجوزی

۶۹۔ ذیل العبر فی خبر من عبر

یہ کتاب العبر کے ساتھ ہی محمد بن السعید بن بسیونی کی تحقیق سے ۱۹۸۵ء میں شائع ہو چکی ہے۔

۷۰۔ الرد الی ابن القطان

خالد بن محمد بن عثمان المصری کی تحقیق سے ۲۰۰۵ء میں شائع ہوئی۔

۷۱۔ الزلازل

اس کتاب کا ذکر ابن تغری بردی ۲۵ اور ابن العماد ۲۶ نے کیا ہے۔ غیر مطبوع ہے۔

۷۲۔ سیر اعلام النبلاء

معروف کتاب ہے۔ کئی بار شائع ہو چکی ہے۔ اس کتاب کی اصل بھی تاریخ الاسلام ہے۔

۷۳۔ طبقات الشیوخ

اس کتاب کا ذکر امام موصوف کی تصنیف تذکرۃ الحفاظ میں ملتا ہے۔ ۲۷ غیر مطبوع ہے۔

۷۴۔ العباب فی التاریخ

ابن تغری بردی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ۲۸ غیر مطبوع ہے۔

۷۵۔ العبر فی خبر من عبر

بہت معروف ہے، کئی بار طبع ہو چکی ہے۔

۷۶۔ عنوان السیر فی ذکر الصحابۃ

اس کا ذکر حاجی خلیفہ نے کیا ہے۔ ۲۹ مطبوع نہیں ہے۔

۷۷۔ القبان (فی اصحاب التقی ابن تیمیہ)

اس کا ذکر اسخاوی نے کیا ہے۔ ۳۰

۷۸۔ المجرد فی اسماء رجال کتب سنن الامام ابی عبد اللہ بن ماجہ سوی من اخرج لہ منھم احد الصحیحین

محقق باسم الفیصل الجواھرہ کی تحقیق سے ۱۹۸۸ء میں شائع ہو چکی ہے۔

۷۹۔ مرتجل فی الکنی

اس کا ذکر بروکلمان نے کیا ہے۔ ۳۱

۸۰۔ مشتبہ فی الرجال، اسمائھم وانسابھم

یہ کتاب طبع شدہ ہے۔

۸۱م۔ معجم الشیوخ الکبیر

ان کی تینوں معجمات شائع ہو چکی ہیں۔

۸۲۔ معجم الشیوخ الاوسط

۸۳۔ معجم الصغیر

۸۴۔ معجم المختص بمحدثی العصر

یہ بھی شائع ہو چکی ہے۔

۸۵۔ معرفۃ آل مندہ

مطبوع نہیں ہے۔[۳۲]

۸۶۔ معرفۃ القراء علی الطبقات

یہ طبع شدہ ہے۔

۸۷۔ معین فی طبقات المحدثین

یہ کتاب محمد بن السعید بن بسیونی کی تحقیق سے دار الکتب العلمیہ سے ۱۹۹۸ء میں شائع ہو چکی ہے۔

۸۸۔ مغنی فی الضعفاء

دائرہ معارف حلب سے ۱۹۷۱ء میں شایع ہو چکی ہے۔

۸۹۔ مقدمۃ ذات النقاط فی الالقاب

محمد ریاض المالح کی تحقیق سے ۱۹۹۳ میں دار ابن کثیر سے شائع ہو چکی ہے۔

۹۰۔ من تکلم فیہ وھو موثق

عبد اللہ بن ضعیف اللہ الرحیلی کی تحقیق سے ۲۰۰۵ میں شائع ہو چکی ہے۔

۹۱۔ الرواۃ الثقات المتکلم فیھم بمالا یوجب ردھم

محمد ابرھیم الموصلی کی تحقیق سے ۱۹۹۲ء میں شائع ہو چکی ہے۔

۹۲۔ میزان الاعتدال فی نقد الرجال

بہت معروف کتاب ہے۔ حال ہی میں مکتبہ رحمانیہ لاہور سے اس کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔

۹۳۔ ھالہ البدر فی عدد اھل البدر

اس کتاب کا خطی نسخہ دار الکتب الظاھریہ دمشق میں موجود ہے۔[۳۳]

السیر والتراجم المفردۃ؛

۹۴۔ اخبار ابی مسلم الخراسانی

امام ابن تغری بردی[۳۴] اور علامہ بغدادی[۳۵] نے اس کا ذکر کیا ہے۔

۹۵۔ اخبار ام المومنین عائشہ

یہ کتاب مفقود ہے۔[۳۶]

۹۶۔ تبیان فی مناقب عثمان

امام ذہبی علیہ الرحمہ نے تذکرۃ الحفاظ میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ابن شاکر الکتبی اور علامہ الصفدی نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔[۳۷]

۹۷۔ ترجمہ ابن عقدہ الکوفی

یہ ترجمہ ہم تک نہیں پہنچا۔[۳۸]

۹۸۔ترجمہ ابن حنیفہؒ

علامہ محمد زاہد الکوثری کی تحقیق سے شائع ہو چکا ہے۔

۹۹۔ترجمہ ابی یوسف القاضیؒ

تاریخ الاسلام میں اس کا ذکر کیا ہے اور علامہ زاہد الکوثری نے شائع کروایا ہے۔

۱۰۰۔ترجمہ احمد بن حنبلؒ

اس کا ذکر علامہ الصفدی نے کیا ہے۔۳۹؎

ترجمۃ الخضر -۱۰۱

سبط ابن حجر نے اس کو درج کیا ہے۔۴۰؎

ترجمۃ السلفی -۱۰۲

علامہ اسخاوی نے اسے درج کیا ہے۔۴۱؎

۱۰۳۔ترجمۃ الشافعیؒ

علامہ الصفدی نے اس کا ذکر کیا ہے۔۴۲؎

۱۰۴۔ترجمۃ الشیخ الموفق

علامہ سخاوی نے درج کیا ہے۔۴۳؎

۱۰۵۔ترجمۃ مالک بن انسؒ

اس کا تذکرہ امام ذہبی علیہ الرحمہ نے تذکرہ الحفاظ میں کیا ہے۔۴۴؎

۱۰۶۔ترجمہ محمد بن الحسن الشیبانی

شیخ زاہد الکوثری نے اس شائع کروایا ہے۔

۱۰۷۔ توقیف اھل التوفیق علی مناقب الصدیق

ابن شاکر، الصفدی اور امام ذہبی نے اس کا ذکر کیا ہے۔[۴۵]

۱۰۸۔ الدرہ الیتیمہ فی السیرہ التیمیہ

اس کا ذکر البغدادی نے کیا ہے۔[۴۶]

۱۰۹۔ الزخرف القصری (فی ترجمہ الحسن البصری)

۱۱۰۔ سیرۃ الحلاج

امام ذہبی علیہ الرحمہ نے تاریخ الاسلام میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔[۴۷]

۱۱۱۔ سیرۃ ابی القاسم الطبرانی

اس کا تذکرہ بھی امام موصوف نے بذات خود کیا ہے۔[۴۸]

۱۱۲۔ سیرۃ سعید بن مسیب

تذکرۃ الحفاظ میں اس کا ذکر ہے۔[۴۹]

۱۱۳۔ سیرۃ عمر بن عبد العزیز

امام سخاوی علیہ الرحمہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

۱۱۴۔ السیرۃ النبویہ (وھی فی تاریخ الاسلام)

۱۱۵۔ فتح المطالب فی مناقب علی بن ابی طالب

علامہ الصفدی نے یہ کتاب امام ذہبی علیہ الرحمہ پر مکمل پڑی۔[۵۰]

۱۱۶۔ قفص نھارک باخبار ابن المبارک

ابن شاکر الکتبی نے اس کا ذکر کیا ہے۔[۵۱]

۱۱۷۔ مناقب البخاری

اس کا نسخہ دار الکتب المصریہ میں موجود ہے۔۵۲؎

۱۱۸۔ نعم السمر فی سیرۃ عمر

البغدادی نے اس کا ذکر کیا ہے۔۵۳؎

۱۱۹۔ نقض الجعبۃ فی اخبار شعبۃ

علامہ الصفدی نے اس کا ذکر کیا ہے۔۵۴؎

۱۲۰۔ سیرۃ لنفسہ

علامہ سخاوی علیہ الرحمہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔۵۵؎

۱۲۱۔ بیان زغل العلم

محمد بن عبد اللہ احمد ابو الفضل القونوی کی تحقیق سے ۲۰۱۳ء میں شائع ہوئی۔

۱۲۲۔ التمسک بالسنن

ابن العماد نے اس کا ذکر کیا ہے۔۵۶؎

۱۲۳۔ جزء فی آیۃ الکرسی

یہ کتاب مفقود ہے۔۵۷؎

۱۲۴۔ الطب النبوی

۱۲۵۔ کسر وثن رتن

اس کا ذکر امام ذہبیؒ نے تاریخ الاسلام اور تذکرہ الحفاظ میں کیا ہے۔۵۸؎

مختصرات ومنتقیات:

۱۲۶۔احادیث مختارۃ من الموضوعات من (الاباطیل)للجوزجانی

۱۲۷۔بلبل الروض

یہ امام اسہیلی علیہ الرحمہ کی کتاب کا اختصار ہے۔امام الصفدی علیہ الرحمہ نے اس کی تحسین کی ہے۔۵۹؎

۱۲۸۔تجرید اسماء الصحابہ

۱۲۹۔تذھیب تھذیب الکمال فی اسماء الرجال

۱۳۰۔ترتیب (الموضوعات)لابن جوزی

۱۳۱۔تلخیص (العلل المتناھیہ فی الاحادیث الواھیہ)لابن جوزی

۱۳۲۔تھذیب تاریخ علم الدین البرازلی

علامہ البرزالی نے تاریخ ابی شامہ کو مدنظر رکھ کر یہ کتاب تصنیف کی تھی،اور امام ذہبی علیہ الرحمہ نے اس کا اختصار کیا۔اور بہت سارے متقدمین نے اس کی تحسین کی ہے۔۶۰؎

۱۳۳ذکر الجھر بالبسملہ

اس کا ایک نسخہ موجود ہے۔۶۱؎

۱۳۴۔تنقیح کتاب (التحقیق فی احادیث التعلیق)لابن جوزی

۱۳۵۔الرخصۃ فی الغناء والطرب بشرطہ

مکتبہ الظاھریہ میں اس کا نسخہ موجود ہے۔۶۲؎

۱۳۶۔الکاشف فی معرفہ من لہ روایہ فی الکتب الستۃ

اس کا خطی نسخہ مکتبہ تیموریہ میں موجود ہے۔۶۳؎

۱۳۷۔المجرد من (تھذیب الکمال)

علامہ السبکی اور حاجی خلیفہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔۶۴؎

۱۳۸۔مختصر (انباء الرواہ علی انباء النحاہ) لابن القفطی

بروکلمان نے اس کا ذکر کیا ہے۔۶۵؎

۱۳۹۔مختصر (الانساب) لابی سعد السمعانی

تاریخ الاسلام کے مقدمہ میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔۶۶؎

۱۴۰۔مختصر (البعث النشور) للبیہقی

۱۴۱۔مختصر (تاریخ بغداد) للخطیب البغدادی

۱۴۳۶ھ میں اصل کتاب مکتبہ دار الحجاز سے ابو عاصم الشوامی الاشری کی تحقیق سے شائع ہوئی۔

الصفدی، ابن تغر بردی اور علامہ السخاوی نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔۶۷؎

۱۴۲۔مختصر (تاریخ دمشق) لابن عساکر

ابن العماد اور علامہ سخاوی نے ذکر کیا ہے۔موخر الذکر نے اس کتاب کو دیکھا ہوا ہے۔۶۸؎

۱۴۳۔مختصر (تاریخ مصر) لابن یونس

اصل کتاب تو مطبوع ہے۔۶۹؎ لیکن مختصر غیر مطبوع ہے۔

۱۴۴۔ مختصر (تاریخ نیسابور) لابی عبد اللہ الحاکم

السبکی، حاجی خلیفہ اور ابن حجر عسقلانیؒ نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ۷۰

۱۴۵۔ مختصر (تحفہ الاشراف بمعرفہ الاطراف) للمزی

ابن العماد اور ابن تغری بردی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ۷۱

۱۴۶۔ مختصر (تقویم البلدان) لابی الفدا

ابن شاکر الکتبی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ۷۲

۱۴۷۔ مختصر (التکملہ لکتاب الصلہ) ابن الابار

اس کا ذکر امام ذہبی علیہ الرحمہ نے کیا ہے لیکن ہم تک نہیں پہنچی۔ ۷۳

۱۴۸۔ مختصر (التکملہ لوفیات النقلہ) للمنذری

مکتبہ اسکندریہ میں اس کا ایک نسخہ موجود ہے۔ ۷۴

۱۴۹۔ مختصر (جامع بیان العلم وفضلہ) لابن عبد البر

سبط ابن حجر نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ۷۵

۱۵۰۔ مختصر (الجہاد) لبہاء الدین ابن عساکر

علامہ الصفدی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ۷۶

۱۵۱۔ مختصر (ذیل تاریخ بغداد) کابی سعد السمعانی

۱۵۲۔ مختصر (رد علی ابن طاہر) لابن المجد

۱۵۳۔ مختصر (روضتین فی اخبار الدولتین) وذیلہ لابی شامہ

ابن تغر بردی وحاجی خلیفہ اور البغدادی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ۷۷

۱۵۴۔ مختصر (الزھد) للبیہقی

ابن تغر بردی نے اس کا ذکر کیا ہے۔۷۸ بروکلمان نے اس کے ایک نسخہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

۱۵۵۔ مختصر "سلاح المؤمن فی الادعیہ الماثورہ" لابن الامام

۱۵۶۔ مختصر "صلۃ التکملہ لوفیات النقلۃ" لعز الدین الحسینی

۱۵۷۔ مختصر "الضعفاء" لابن جوزی

۱۵۸۔ مختصر "الفاروق فی الصفات) الشیخ الاسلام الانصاری

۱۵۹۔ مختصر "القدر" للبیہقی

۱۶۰۔ المختصر المحتاج الیہ من تاریخ الحافظ ابی عبد اللہ محمد بن سعید بن محمد ابن الدبیثی

اس کا مکتبہ مصریہ میں خط ذہبی کا نسخہ موجود ہے۔ ۷۹

۱۶۱۔ مختصر "المدخل الی کتاب السنن" للبیہقی

۱۶۲۔ مختصر "مستدرک علی الصحیحین" لابی عبد اللہ الحاکم

۱۶۳۔ مختصر "المعجب فی تلخیص اخبار المغرب" للمراکشی

اس کا ذکر تاریخ الاسلام میں کیا ہے۔ ۸۰

۱۶۴۔ مختصر "مناقب سفیان الثوری" لابن جوزی

۱۶۵۔ مختصر "وفیات الاعیان" لابن خلکان

مقدمہ تاریخ الاسلام میں اس کا ذکر کیا ہے۔ ۸۱

۱۶۶۔ مختصر "الوھم والایھام الواقعین فی کتاب الاحکام" لابن القطان

۱۶۷۔ المستحلی فی اختصار "المحلی" لابن حزم

۱۶۸۔ معرفۃ التابعین "الثقات" لابن حبان

۱۶۹۔ المنتخب من "تھذیب الکمال" للمزی

۱۷۰۔ المقتنی فی سرد الکنی

۱۷۱۔ المنتخ من "التاریخ المجدد لمدینۃ السلام" لابن النجار البغدادی

۱۷۲۔ منتقی "الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب" لابن عبد البر

۱۷۳۔ المنتقی من التاریخ ابی الفدا

۱۷۴۔ المنتقی من "تاریخ خوارزم" لابن ارسلان الخوارزمی

علامہ السخاوی نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

۱۷۵۔ المنتقی من "مسند" ابی عوانۃ

۱۷۶۔ المنتقی من (مسند "عبد بن حمید

۱۷۷۔ المنتقی من "معجم شیوخ" یوسف بن خلیل الدمشقی

۱۷۸۔ المنتقی من معجم الطبرانی الاوسط والکبیر و من مسند المقلین لدعلج

۱۷۹۔ المنتقی من "معرفۃ الصحابہ" لابن مندہ

۱۸۰۔ المنتقی من "منھاج الاعتدال فی نقض کلام اھل الرفض والاعتدال" لابن تیمیہ

۱۸۱۔ مھذب "السنن الکبری" للبیھقی

۱۸۲۔ نبذۃ من فوائد تاریخ ابن الجزری

۱۸۳۔ النبلاء فی الشیوخ السنۃ۔ ۸۲ھ

تخاریج:

معجمات الشیوخ:

۱۸۴۔ معجم شیوخ ابن البالسی

۱۸۵۔ معجم شیوخ ابن حبیب الدمشقی

۱۸۶۔ معجم شیوخ علاء الدین العطار الدمشقی

۱۸۷۔ المعجم العلی للقاضی الحنبلی

مشیخات:

۱۸۸۔ مشیخۃ التلی

۱۸۹۔ مشیخۃ الجعبری

۱۹۰۔ مشیخۃ ابن الزراد الحریری

۱۹۱۔ مشیخۃ عز الدین المقدسی

۱۹۲۔ مشیخۃ زین الدین الکحال

۱۹۳۔ مشیخۃ ابن القواس۔ ۸۳ھ

اربعینات:

۱۹۴۔ اربعون حدیثا بلدانیہ من "المعجم الصغیر" للطبرانی

۱۹۵۔ اربعون حدیثا بلدانیۃ من "معجم" ابن جمیع الصیداوی

۱۹۶۔ اربعون حدیثا بلدانیۃ من "معجم شیوخ" ابی بکر المقدسی

۱۹۷۔ اربعون حدیثا بلد انیہۃ من "معجم شیوخ" ابن زادان

۱۹۸۔ اربعون حدیثا لابی المعالی الابر قوھی

۱۹۹۔ اربعون حدیثا لابنہ ابی ہریرۃ عبد الرحمان

ثلاثیات:

۲۰۰۔ ثلاثون حدیثا من "المعجم الصغیر" للطبرانی

عوالی؛

۲۰۱۔ عوالی الشمس ابن الواسطی

۲۰۲۔ عوالی الطاووسی

۲۰۳۔ عوالی ابی عبد اللہ ابن الیونینی

۲۰۴۔ العوالی من حدیث مالک بن انس

۲۰۵۔ العوالی المنتقاۃ من ذہبی

اجزاء:

۲۰۶۔ الجزء الملقب بالدینار من حدیث المشائخ الکبار

۲۰۷۔ جزء من حدیث القزوینی

۲۰۸۔ جزء من حدیث ابی بکر المرسی

۲۰۹۔ جزء من حدیث ابن المحب المقدسی

۲۱۰۔ جزء من حدیث ابن الکویک

۲۱۱۔ جزء من حدیث امین الدین الوانی

۲۱۲۔ جزء من حدیث ابن جماعۃ الکنانی

۲۱۳۔ احادیث "مختصر" ابن الحاجب

۲۱۴۔ ثلاثیات ابن ماجہ

۲۱۵۔ المنتقی من حدیث تقی الدین ابن الشیخ شمس الدین ابن المجد البعلی ۸۴ھ

حواشی

1) معروف، بشار عواد، ڈاکٹر، ذہبی و منہجہ فی کتابہ تاریخ الاسلام، قاھرۃ، عیسی البابی، ۱۹۷۶ء

2) اتابکی، یوسف بن تغری، امام(م ۸۷۴ھ)، المنھل الصافی والمستوفی بعد الوافی، قاھرۃ، دار الکتب و الوثائق القومیہ، ۱۴۰۲ھ، ۹:۲۷۶

3) اتابکی، یوسف بن تغری، امام(م ۸۷۴ھ)، الدلیل الشافی علی المنھل الصافی، تحقیق: فہیم محمد شلتوت، قاھرۃ، دار الکتب والوثائق القومیہ، ۱۳۷۵ھ، ۱:۴۵

4) اتابکی، یوسف بن تغری، امام(م ۸۷۴ھ)، الدلیل الشافی علی المنھل الصافی، ۱:۴۵

5) چلپی، مصطفی بن عبد اللہ، امام(م ۱۰۶۷ھ)، کشف الظنون، بیروت، مؤسسۃ التاریخ الاسلامی، سنہ ندارد، ۱:۳۴

6) صفدی، خلیل بن ایبک، امام(م ۷۶۴ھ)، الوافی بالوفیات، ۲:۱۱۷

7) بغدادی، اسماعیل باشا، علامہ (م ۱۳۳۹ھ)، ہدیۃ العارفین، بیروت، مؤسسۃ التاریخ الاسلامی، سنہ ندارد، ۲:۴۵

8) معروف، بشار عواد، ڈاکٹر، ذہبی و منہجہ فی کتابہ تاریخ الاسلام، ص:۳۳۴

9) سبکی، عبد الوہاب بن علی، امام(م ۷۷۱ھ)، طبقات الشافعیہ الکبری، ۲:۸۳

10) سخاوی، محمد بن عبد الرحمن، امام(م ۹۰۲ھ)، الاعلان بالتوبیخ، ص:۸۷

11) اتابکی، یوسف بن تغری، امام(م ۸۷۴ھ)، النجوم الزاھرۃ فی ملوک مصر والقاھرۃ، ۱۰:۱۸۳

12) دمشقی، عبد الحی، امام(م ۱۰۸۹ھ)، شذرات الذھب فی اخبار من ذھب، ۸:۲۶۷

13) معروف، بشار عواد، ڈاکٹر، ذہبی و منہجہ فی کتابہ تاریخ، ص:۲۵۴

14) ذہبی، محمد بن احمد، امام (م۷۴۸ھ)، اہل المئۃ فصاعدا، تحقیق، الدکتور بشار بغدادی، بغداد، دار القلم، ۱۹۸۹ء

15) اتابکی، یوسف بن تغری، امام (م۸۷۴ھ) النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ، ۱۰:۱۸۴

16) ذہبی، محمد بن احمد، امام (م۷۴۸ھ)، تراجم رجال روی محمد بن اسحاق، لیڈن، ۱۸۹۰ء

17) عبد الستار، الشیخ، الحافظ ذہبی، ص:۸۹

18) اتابکی، یوسف بن تغری، امام (۸۷۴ھ)، الدلیل الشافی علی المنہل الصافی، ۱:۴۶

19) عبد الستار، الشیخ، الحافظ ذہبی، ص:۴۵۶

20) معروف، بشار عواد، ڈاکٹر، ذہبی و منہجہ فی کتابہ تاریخ الاسلام، ۲۳۴

21) ایضاً

22) www.al waqfeya.com

23) www.waqfeya.com

24) عبد الستار، الشیخ، الحافظ ذہبی، ۳۴۷

25) اتابکی، یوسف بن تغری، امام (م۸۷۴ھ) النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ، ۱۰،۱۸۷

26) دمشقی، عبد الحیی، امام (م۱۰۸۹ھ)، شذرات الذہب فی اخبار من ذہب، ۸:۲۶۸

27) ذہبی، محمد بن احمد، امام (م۷۴۸ھ)، تذکرۃ الحفاظ، ۴:۶۷

28) اتابکی، یوسف بن تغری، امام (م۸۷۴ھ)، المنہل الصافی والمستوفی بعد الوافی، ۹:۲۷۸

29) چلپی، مصطفی بن عبد اللہ، امام (م۱۰۶۷ھ)، کشف الظنون، ۲:۵۷

30) سخاوی، محمد بن عبد الرحمن، امام (م۹۰۲ھ)، الاعلان بالتوبیخ، ص:۸۷

31) معروف، بشار عواد، ڈاکٹر، ذہبی و منہجہ فی کتابہ تاریخ الاسلام، ص:۲۳۴

32) معروف، بشار عواد، ڈاکٹر، ذہبی و منہجہ فی کتابہ تاریخ الاسلام، ص۲۶۸

33) معروف، بشار عواد، ڈاکٹر، ذہبی و منہجہ فی کتابہ تاریخ الاسلام، ص:۲۳۸

34) اتابکی، یوسف بن تغری، امام(م ۸۷۴ھ) النجوم الزاھرۃ فی ملوک مصر والقاھرۃ، ۱۰:۱۸۴

35) بغدادی، اسماعیل باشا، علامہ(م ۱۳۳۹ھ)، ایضاح المکنون، بیروت، مؤسسۃ التاریخ الاسلامی، سنہ ندارد، ۲:۳۴

36) عبدالستار، الشیخ، الحافظ ذہبی، ص:۳۴۵

37) کتبی، محمد بن شاکر، امام(م ۷۶۴ھ)، فوات الوفیات، تحقیق: الدکتور احسان عباس، بیروت، دار صادر، ۱۳۸۰ھ، ۳:۳۱۶

38) معروف، بشار عواد، ڈاکٹر، ذہبی و منھجہ فی کتابہ تاریخ الاسلام، ص:۲۴۶

39) صفدی، خلیل بن ایبک، امام(م ۷۶۴ھ)، الوافی باوفیات، ۲:۱۱۸

40) ذہبی، محمد بن احمد، امام(م ۷۴۸ھ) سیر اعلام النبلاء مقدمہ ص:۸۹

41) سخاوی، محمد بن عبدالرحمن، امام(م ۹۰۲ھ)، الاعلان بالتوبیخ، ص:۹۸

42) صفدی، خلیل بن ایبک، امام(م ۷۶۴ھ)، الوافی باوفیات، ۲:۱۱۸

43) ذہبی، محمد بن احمد، امام(م ۷۴۸ھ) سیر اعلام النبلاء مقدمہ، ص:۸۹

44) ذہبی، محمد بن احمد، امام(م ۷۴۸ھ)، تذکرۃ الحفاظ، ۳:۵۴۳

45) صفدی، خلیل بن ایبک، امام(م ۷۶۴ھ)، الوافی باوفیات، ۲:۱۱۹، کتبی، محمد شاکر، امام(م ۷۶۴ھ)، فوات الوفیات، ۳:۳۱۴

46) بغدادی، اسماعیل باشا، علامہ(م ۱۳۳۹ھ)، ہدیہ العارفین، ۱:۳۴

47) ذہبی، محمد بن احمد، امام(م ۷۴۸ھ)، تاریخ الاسلام، ۵:۲۳۴

48) ایضاً، ۴:۳۴۵

49) ذہبی، محمد بن احمد، امام(م ۷۴۸ھ)، تذکرۃ الحفاظ، ۳:۵۴۳

50) کتبی، محمد شاکر، امام(م ۷۶۴ھ)، فوات الوفیات، ۳:۳۱۴

51) معروف، بشار عواد، ڈاکٹر، ذہبی و منھجہ فی کتابہ تاریخ الاسلام، ص:۲۵۶

52) بغدادی، اسماعیل باشا، علامہ(م ۱۳۳۹ھ)، ہدیہ العارفین، ۲:۴۵۶

53) صفدی، خلیل بن ایبک، امام (م ۷۶۴ھ)، الوافی باوفیات، ۲:۱۱۷

54) سخاوی، محمد بن عبد الرحمن، امام (م ۹۰۲ھ)، الاعلان بالتوبیخ، ص:۹۰

55) دمشقی، عبد الحیی، امام (م ۱۰۸۹ھ)، شذرات الذھب فی اخبار من ذھب، ۸:۲۷۰

56) عبد الستار، الشیخ، الحافظ ذہبی، ص:۳۵۱

57) ذہبی، محمد بن احمد، امام (م ۷۴۸ھ)، تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام، ۳۰:۳۳۰

58) صفدی، خلیل بن ایبک، امام (م ۷۶۴ھ)، الوافی باوفیات، ۲:۱۱۷

59) ایضاً ۲/۱۱۷

60) معروف، بشار عواد، ڈاکٹر، ذہبی و منھجہ فی کتابہ تاریخ الاسلام، ۲۵۳

61) ایضاً ص ۲۴۵

62) معروف، بشار عواد، ڈاکٹر، ذہبی و منھجہ فی کتابہ تاریخ الاسلام، ص:۲۵۳

63) سبکی، عبد الوہاب بن علی، امام (م ۷۷۱ھ)، طبقات الشافعیہ الکبری، ۳:۸۵

64) عبد الستار، الشیخ، الحافظ ذہبی، ص:۳۷۶

65) ذہبی، محمد بن احمد، امام (م ۷۴۸ھ)، تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام، ۱:۹

66) اتابکی، یوسف بن تغری، امام (۸۷۴ھ)، الدلیل الشافی علی المنھل الصافی، ۱:۵۹۱

67) دمشقی، عبد الحیی، امام (م ۱۰۸۹ھ)، شذرات الذھب فی اخبار من ذھب، ۸:۲۷۰

68) عبد الستار، الشیخ، الحافظ ذہبی، ۳۴۵

69) عسقلانی، احمد بن علی، امام (م ۸۵۲ھ)، الدرر الکامنۃ فی اعیان المئۃ الثامنۃ، ۳:۳۳۸

70) ایضاً ۳:۳۳۸

71) کتبی، محمد بن شاکر، امام (م ۷۶۴ھ)، فوات الوفیات، ۳:۳۱۷

72) معروف، بشار عواد، ڈاکٹر، ذہبی و منھجہ فی کتابہ تاریخ الاسلام، ص:۲۷۰

73) معروف، بشار عواد، ڈاکٹر، ذہبی و منھجہ فی کتابہ تاریخ الاسلام، ص:۲۶۹

74) ایضاً، ۲۶۹

75) صفدی، خلیل بن ایبک، امام(م ۷٦۴ھ)، الوافی باوفیات، ۲:۱۱۸

76) اتابکی، یوسف بن تغری، امام(،۸۷۴ھ)، الدلیل الشافی علی المنھل الصافی، ۱:۵۹۱

77) ایضاً، ص ۵۹۱

78) معروف، بشار عواد، ڈاکٹر، ذہبی و منھجہ فی کتابہ تاریخ الاسلام، ص:۲۷۱

79) ذہبی، محمد بن احمد، امام(م ۷۴۸ھ)، تاریخ الاسلام ووفیات المشاھیر والاعلام، ۱۵:۲۳۴

80) ایضاً، ص:۱:۸

81) ذہبی، محمد بن احمد، امام، سیر اعلام النبلاء، مقدمہ، ص ۸۷

82) ذہبی، محمد بن احمد، امام، سیر اعلام النبلاء، مقدمہ، ص ۷۷

83) معروف، بشار عواد، ڈاکٹر، ذہبی و منھجہ فی کتابہ تاریخ الاسلام، ص ۲۷۸

84) ایضاً، ص ۲۸۵

ترجمۂ متن

۱۔ مدینہ مشرفہ دار ہجرت ۸۵

تابعین کے زمانہ میں یہاں علم کی فراوانی تھی جیسے فقہاء سبعہ ۸۶۔ اسی طرح صغار تابعین کے زمانہ میں رہا جیسے زید بن اسلم، ربیعہ رائی، یحییٰ بن سعید اور ابو زناد ۸۷ رحمھم اللہ وغیرھم۔ پھر تبع تابعین کے زمانہ میں جیسے عبد اللہ بن عمرو بن ابی ذئب، ابن عجلان ۸۸ اور جعفر صادق، امام مالک، مُقرِی امام نافع، ابراھیم بن سعد، سلیمان بن ہلال اور اسماعیل بن جعفر رحمھم اللہ جیسے نابغہ روز گار رہے ہیں۔ ان ائمہ کے بعد یہاں علم کم ہوتا گیا اور بالآخر یہاں سے علم معدوم ہی ہو گیا۔

۲۔ مکۃ المکرمۃ ۸۹

صحابہ رضوان اللہ اجمعین کے زمانہ میں یہاں علم قلیل تھا۔ البتہ زمانہ صحابہ کے اخیر اور خصوصی طور پر تابعین کے زمانہ میں یہاں علم کثرت ہوئی۔ تابعین میں جیسے مجاہد، عطاء بن ابی رباح، سعید بن جبیر، ابن ابی ملیکہ رحمھم اللہ تعالیٰ، اوران کے اصحاب کا زمانہ جیسے عبد اللہ بن ابی نجیح، ابن کثیر مقریؒ ۹۰، حنظلہ بن ابی سفیان، ابن جریج ۹۱ رحمھم اللہ تعالیٰ اور ان جیسے دیگر اصحاب۔ ہارون الرشید کے دور میں مسلم بن خالد

زنجی، فضیل بن عیاض اور ابن عیینہ ۹۲ رحمھم اللہ تعالی جیسے نامور مشاہیر ہیں ۔ اس کے بعد ابو عبدالرحمٰن مقرئی، ازرقی ۹۳، حمیدی اور سعید بن منصور رحمھم اللہ تعالی کا زمانہ ویسا ہی رہا۔ بعد ازاں تیسری صدی میں حرمین سے علم کم ہو گیا مگر دیگر شہروں میں علم کی کثرت تھی۔

۳۔ بیت المقدس ۹۴

صحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین کی ایک جماعت نے اس جگہ کو اپنا مسکن بنایا جن میں عبادہ بن صامت اور شداد بن اوس رضی اللہ عنھما بھی شامل ہیں ۔ یہاں علم حدیث کی فراوانی نہ تھی بعد میں تو اور علم کم ہو گیا۔ پھر بیت المقدس ۹۰ سال نصاریٰ کے زیر تسلط رہا بعد میں مسلمانوں نے اسے حاصل کر لیا۔

۴۔ دمشق ۹۵

(شام کے شہروں میں سے ایک وسیع و عریض شہر جو کئی ایک چھوٹے علاقوں، قریوں اور بستیوں پر مشتمل ہے۔)

اس شہر میں کئی ایک صحابہؓ آبسے۔ صحابہ میں سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ موذن رسول ﷺ بھی یہیں تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ و عبد الملک اور اس کی اولاد کے دور تک علم کی بہتات و کثرت رہی اور بڑے بڑے فقہاء، قاری، اور محدثین زمانہ تبع تابعین تک رہے۔ پھر ابو مسہر ۹۶، مروان بن محمد طاطری، ھشام، دحیم ۹۷، سلیمان بن شرحبیل اور ان کے اصحاب تک علم کی کثرت برقرار رہی۔

شہر دمشق قرآن، حدیث اور فقہ کا گھر ہے۔ یہاں چوتھی اور پانچویں صدی میں یہاں علم میں کمی واقع ہوئی، لیکن بعد میں نور الدین کے دور حکومت میں محدث ابن عساکر، اور سفح میں قیام کرنے والے مقدسی حضرات کی صورت میں یہاں علم میں زیادتی و کثرت ہوئی۔ پھر علامہ ابن تیمیہؒ اور علامہ مِزیؒ کے زمانہ میں علم خوب پھلا پھولا۔ الحمدللہ

۵۔ مصر[۹۸]

(یہ نشیب و فراز والا بڑا شہر ہے جو شرقاً غرباً کشادہ و وسیع ہے۔)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اسے فتح کیا۔ صحابہ میں سے ایک جماعت نے قیام کیا اور یہاں زمانہ تابعین میں علم کثیر تھا۔ دور عمرو بن حارث میں علم نے اور ترقی کی۔ نامور مشاہیر میں یحیٰ بن ایوب، حیوہ بن شریح، لیث بن سعد، ابن لھیعہ رحمھم اللہ ہیں۔ ابن وھب[۹۹]، امام شافعی اور ابن قاسم تک یہاں علم حدیث کثیر ہی رہا۔ یہاں علم حدیث یونہی رہا یہاں تک کے ۳۰۸ھ میں عبیدیین جن کا تعلق رفض سے ہے۔ انہوں نے اس پر قبضہ کیا۔ اور قاھرہ کی بنیاد رکھی۔ اس وقت وہاں ابو طاہر ذہلی، بغدادی، مالکی قاضی تھے۔ پس ان کی وجہ سے علم برقرار رہا یہاں تک کے آپؒ نے وفات پائی۔ بعد میں اسماعیلی شیعہ قابض ہو گئے اور تشیع کی اشاعت کی۔ حدیث اور سنت کی کمی تھی۔ یہاں تک کہ سنت نبوی کے امینوں نے زمام اقتدار سنبھالا۔ دو سو سال بعد ناصر صلاح الدین یوسف بن ایوب رحمہ اللہ کے ہاتھوں اللہ نے اس شہر کو بچایا پس دوبارہ علم وہاں لوٹ آیا روافض کمزور

ہوئے۔ الحمدللہ

٦۔ اسکندریہ[100]

یہ مصر کے تابع ہے۔ یہاں حدیث کم ہی رہی ہے۔ یہاں تک کے سلفی[101] نے یہاں اقامت کی۔ پھر قرآن و حدیث کے لیے ادھر کا رخ کیا جانے لگا۔ بعد ازاں علم میں کمی ہوگئی۔

٧۔ بغداد[102]

(ملک عراق کا بڑا شہر ہے۔) اس کی بنیاد تابعین کے اخیر زمانہ میں رکھی گئی۔ یہاں سب سے پہلے جس نے حدیث کو پھیلایا وہ ہشام بن عروہ اور ان کے بعد شعبہ[103] اور ہشیم[104] رحمھم اللہ ہیں۔ یہاں علم حدیث و اثر بڑی شان سے پھیلا۔ یہ کثرت امام احمد بن حنبلؒ اور ان کے اصحاب تک بر قرار رہی۔ بغداد عالی اسناد اور حفظ حدیث (خلافت و علم کی منزل) کا گھر رہا یہاں تک کہ فتنہ تاتار کی وجہ سے اس کی جڑ کٹ گئی اور بالآخر ایک چوتھائی رہ گیا۔

٨۔ حمص[105]

یہاں صحابہ میں سے بہت سے اقامت گزیں ہوئے۔ یہاں زمانہ تابعین سے لے کر حریز بن عثمان اور شعیب بن ابی حمزہ تک علم کی کثرت بر قرار رہی۔ پھر اسماعیل بن عیاش، بقیہ[106]، ابو مغیرہ[107]، ابو یمان[108]، اور ان کے اصحاب تک علم رہا۔ چوتھی صدی ہجری میں علم کم ہوتا گیا اور بالآخر ختم ہی ہو گیا۔

۹۔ کوفہ [۱۰۹]

حضرت عبد اللہ ابن مسعود، عمار بن یاسر، اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اور صحابہ کی ایک جماعت یہاں فروکش ہوئی۔ تابعین میں سے علقمہ، مسروق، عبیدہ، اسود، شعبی، نخعی، حکم بن عتیبہ، حماد اور ابو اسحاق رحمھم اللہ نابغہ روزگار تھے۔ اس کے علاوہ منصور اور اعمش اور ان کے اصحاب تک علم رہا۔ یہاں علم وافر مقدار میں زمانہ ابن عقدہ [۱۱۰] تک رہا۔ بعد ازاں آہستہ آہستہ ختم ہوتا چلا گیا۔ بالآخر علم میں کوئی شے باقی نہ رہی اور اس وقت روافض کا مرکز ہے۔

۱۰۔ بصرہ [۱۱۱]

حضرت ابو موسیٰ اشعری، عمران بن حصین، ابن عباس رضی اللہ عنہم کے علاوہ کئی ایک صحابہ نے اس شہر میں اقامت اختیار کی۔ اس سلسلہ کی کڑی آپ ﷺ کے خادم وصویحب (چہیتے ساتھی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ پر تمام ہوئی۔

پھر یہ شہر حسن بن بصری، محمد بن سیرین، ابو قتادہ، ایوب، ثابت بنانی، یونس اور ابن عون رحمھم اللہ کا مسکن رہا۔ بعد ازاں حماد بن سلمہ، حماد بن زید رحمھما اللہ اور ان کے اصحاب بھی یہاں رہے۔ تیسری صدی کے اختتام تک یہاں کی علمی شوکت برقرار رہی پھر اس میں کمی آئی اور علم جاتا رہا۔

۱۱۔ یمن [۱۱۲]

اس شہر میں حضرت معاذ بن جبل اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما سکونت

پذیر ہوئے۔ یہاں سے تابعین میں بڑے ائمہ پیدا ہوئے اور پوری دنیا میں پھیل گے۔ تابعین میں وہب بن منبہ اور ان کے بھائی قدامہ بن منبہ، طاوس [112] اور ان کے بیٹے، معمر اور ان کے اصحاب رحمھم اللہ، عبد الرزاق اور ان کے اصحاب رحمھم اللہ تعالیٰ جیسے اصحاب یہاں رہے۔ ان کے بعد یہاں اسناد ختم ہو گئیں۔

۱۲۔ اندلس [114]

قرطبہ، اشبیلیہ، غرناطہ اور بلنسیہ جیسے مقامات ولید بن عبد الملک کے دور زمام میں فتح ہوئے۔ علم نے اس طرف رخ کیا۔ یہاں تیسری صدی میں ابن حبیبؒ، یحیٰ بن یحیٰؒ اور ان کے اصحاب کی بدولت علم پھیلا۔ بقی بن مخلدؒ، محمد بن وضاحؒ جیسے لوگ یہاں پیدا ہوئے۔ یہاں سے ابن عبد البر، ابو عمر دانی [115]، ابن حزم ظاہری، ابو ولید باجی [116] اور علی غسانی [117] جیسے یکتائے روزگار افراد پیدا ہوئے۔ یہاں علم کے آثار ظاہر ہوتے رہے بالآخر عیسائیوں نے قرطبہ و اشبیلیہ پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ علم یہاں بہت کم ہو گیا۔

۱۳۔ اقلیم مغرب [118]

اس میں قریب ترین اقلیم افریقہ ہے۔ اس کا مرکزی شہر قیروان ہے۔ یہاں سے سحنون بن سعید فقیہ، (صاحب قاسم) جیسی ہستی پیدا ہوئی۔ جہاں تک بجایہ، تلمسان، فاس، مراکش، اور مغرب کے دیگر شہروں کا معاملہ ہے وہاں حدیث بہت کم رہی ہے۔ البتہ مسائل زیادہ ہیں۔

۱۴۔ جزیرہ [119]

موصل یہاں کا بڑا شہر ہے۔ یہاں بہت سارے محدثین پیدا ہوئے۔ حران اور رقہ سے بھی حفاظ اور ائمہ کی ایک بڑی جماعت نکلی۔ بعد ازاں یہاں علم کم ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ علم کی بساط ہی الٹ گئی۔

۱۵۔ دینور [120]

یہاں سے حفاظ و ائمہ میں محمد بن عبد العزیز دینوریؒ، محمد بن قتیبہؒ، عبد اللہ بن محمد بن وھبؒ، عمر بن سہلؒ (المتوفی: ۳۶۰ھ) اور ابو بکر بن سُنّی جیسے یکتائے روزگار نکلے۔

۱۶۔ ہمذان [121]

یہ سنّت کا گڑھ ہے۔ اس کی صالح بن احمد حافظ اور شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ دیلمی نے تاریخ لکھی۔ یہ شہر ۲۵۵ھ میں علماء سے بھرا اور یہ سلسلہ برابر جاری رہا۔ یہاں کی ریاستِ علم حافظ ابو علاء عطار [122] اور ان کی اولاد پر ختم ہوئی۔ پھر تاتاریوں اور چنگیزیوں نے اسے تاخت و تاراج کر دیا۔

۱۷۔ رے [123]

شہر رے جریر بن عبد الحمید اور ان کی مثل ائمہ سے علم والا بنا۔ یہاں ابن حمید، ابن مہران جمال، ابراھیم بن موسیٰ اور سہلۃ بن زنجلہ، ابن وارۃ [124]، ابو زرعۃ، ابو حاتم رحمھم اللہ اور ان کے بیٹے جیسے اہل علم و فضل پیدا ہوئے۔ یہاں علم کا عروج چوتھی صدی ہجری تک رہا۔ اس کے بعد یہاں سے علم کا سکہ جاتا رہا۔

۱۸۔ قزوین[۱۲۵]

شہر قزوین کا ذکر تیسری صدی ہجری میں آتا ہے۔اس شہر میں علم کے باب میں محمد بن سعید بن سابق رازی قزوینی، علی بن محمد طنافسی، عمرو بن رافع، اسماعیل بن توبہ، یحی بن عبدک، کثیر بن ہشام اور ان کے بعد بہت سارے لوگ پیدا ہوئے۔ابن ماجہؒ اور ان کے ساتھی ابوالحسن قطانؒ کا تعلق بھی یہیں سے تھا۔

۱۹۔ جرجان[۱۲۶]

یہاں تیسری صدی میں علم حدیث کی کثرت اسحاق بن ابراھیم طلُقی، محمد بن عیسی دامغانی، ابو نعیم بن عدی، اسحاق بن ابراھیم بحری، ابو احمد بن عدی، ابو بکر اسماعیلی[۱۲۷] اور غطریفیؒ[۱۲۸] اور ان کے اصحاب کی بدولت تھی۔بعد ازاں یہاں علم کا دروازہ بند ہو گیا۔

۲۰۔ نیشاپور[۱۲۹]

اس شہر کو سنت کا مرکز اور عالی سند بنانے میں ابرھیم بن طہمان، حفص بن عبد اللہ، یحیٰی بن یحیٰی، ابن راھویہ، محمد بن رافع، عبد الرحمن بن بشر، عبد اللہ بن ہاشم ذھلی، احمد بن یوسف، مسلم، ابراھیم بن ابو طالب، ابو عبد اللہ بوشنجی، ابن خزیمہ، ابو عباس سراج، ابن شرقی جیسے نامور لوگوں کا ہاتھ تھا۔اس علاقے کی طرف علماء سفر کرتے رہے اور آخری شیخ موید طوسی تھے۔یہاں تک کے تاتار داخل ہوئے اور یہ شہر برباد ہو گیا۔

۲۱۔ طوس [۱۳۰]

ہجرت کے دو سو سال بعد یہ شہر دار العلم بنا۔ اس میں محمد بن اسلم طوسی اور ان کے اصحاب، نے سکونت اختیار کی۔ یہاں کے آخری امام حجۃ الاسلام الغزالی رحمہ اللہ تھے۔ گمان ہے کہ یہ حماۃ کے مساوی ہے۔

۲۲۔ ہرات [۱۳۱]

یہاں ابو رجاء عبد اللہ بن واقد، فضل بن عبد اللہ ھروی، احمد بن نجدہ،، محمد بن عبد الرحمن سامی، حسین بن ادریس، محمد ابن ادریس، محمد بن منذر جیسی قد آور شخصیات ہوئیں۔ یہاں علم ابو روح عبد المعز بن محمد پر تمام ہوا۔ پھر یہاں علم ختم ہونے لگا۔

۲۳۔ مرو [۱۳۲]

خراسان کے دور کے علاقوں کا ایک بہت بڑا شہر ہے۔ یہاں بہت سے ائمہ پیدا ہوئے۔ یہاں صحابی رسول ﷺ بریدہ بن حصب رضی اللہ عنہ [۱۳۳] اور صحابہ میں سے ایک گروہ قیام پذیر رہا۔ تابعین میں عبد اللہ بن بریدہ، یحیٰ بن یعمر اور بہت سارے لوگ پیدا ہوئے۔ یہاں حسین بن واقد، ابو حمزہ سکری، عبد اللہ بن مبارک، فضل بن موسیٰ، ابو تمیلہ، علی بن حسن بن شقیق، عبدان بن عثمان، اور ان کے اصحاب سے یہ شہر علم کا مینار رہا۔ چوتھی صدی ہجری میں یہاں علم بہت ہی کم ہو گیا لیکن علم کی روانی بر قرار رہی۔ جب تاتاریوں نے خروج کیا تب یہاں سے علم حدیث رخصت ہو گیا۔

۲۴۔ بلخ[۱۳۴]

یہ شہر دوسری صدی ہجری میں علماء کے سلسلہ میں ابھرا۔ ان علماء میں عمر بن ھارون، مکی بن ابراھیم، خلف بن ایوب، قتیبہ بن سعید، محمد بن ابان، عیسی بن احمد بن عسقلانی، محمد بن علی بن طرخان جیسے لوگ تھے۔ ان کے بعد یہاں علم حدیث باقی نہ رہا۔

۲۵۔ بخاری[۱۳۵]

اس شہر سے عیسیٰ بن موسیٰ، احمد بن حفص، محمد بن سلام بیکندی، عبد اللہ ابن محمد مسندی، ابو عبد اللہ بخاری، صالح بن محمد جزرۃ اور ان کے اصحاب قیام پذیر رہے۔ یہاں علم کی رمق باقی رہی تا آن کہ دشمن بمع اپنی تلواروں کے یہاں آن پہنچا۔

۲۶۔ سمرقند[۱۳۶]

یہ شہر ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن دارمی، محمد بن نصر مروزی اور عمر بن محمد بن بجیر اور بہت سارے علماء کا مسکن رہا۔

۲۷۔ شاش[۱۳۷]

بلادِ اسلام میں آخری شہر ہے جہاں حدیث کا سکہ رہا۔ اس شہر میں حسن بن صاحب شاشی، محدث ھیثم بن کلیب اور مفسر و محدث محمد بن علی ابو بکر قفال شاشی رحمھم اللہ تعالی جیسے نابغہ روزگار تھے۔ اس کے بعد علم یہاں سے جاتا رہا اور ناپید ہو گیا۔

۲۸۔ فریاب[138]

یہاں بہت سارے علماء پیدا ہوئے۔ ان میں سب سے پہلے محمد بن یوسف فریابی، صاحب الثوری، قاضی جعفر بن محمد فریابی صاحب تصنیف زیادہ مشہور و معروف ہیں۔ انہوں نے سنہ ۲۲۶ھ میں فریاب میں سماع کیا۔

۲۹۔ خوارزم[139]

یہ بہت بڑا شہر ہے جس میں (ذہبی) نے اس شہر کی تاریخ پر ابو قاسم بن عساکر کی کتاب کی پہلی جلد دیکھی ہے۔ جبکہ وہ تاریخ آٹھ مجلدات پر مشتمل ہے۔ یہاں سے کثیر علماء کرام نکلے۔ ان میں سب سے زیادہ متقدم عبد اللہ بن ابی ہیں۔

۳۰۔ شیراز

فقہاء کی ایک جماعت کا یہاں سے تعلق ہے۔ اور محدثین قلیل ہیں۔ اور بہت کم ہی علماء نے اس شہر کی جانب رخ کیا ہے۔

۳۱۔ کرمان[140] سجستان، اھوار، تستر، قومس

یہ بہت وسیع علاقے ہیں۔ یہاں بہت سے محدثین پیدا ہوئے۔ دامغان بڑا شہر ہے۔ سمنان چھوٹا جبکہ بسطام متوسط شہر ہے۔ یہ علاقے خراسان کے مغرب کی جانب پہلے شہر ہیں۔

۳۲۔ قہستان

یہ اس اقلیم کا بڑا شہر ہے۔ اس کے بعد زنجان اور ابہر علی الترتیب ہیں۔ قہستان

کی سرحد قومس سے ملی ہوئی ہے۔ مغربی اور مشرقی قومس سے جانے جاتے ہیں۔ یہ عراق کو شامل کیے ہوئے ہے۔ اور اس کی سرحدیں قزوین سے ملتی ہیں۔ باقی رہے وہ اقالیم جن میں حدیث کو روایت ہی نہیں کیا گیا۔ ان میں سب سے بڑھ کر چین[۱۴۱] ہے۔ جس پر علم الحدیث کا دروازہ بند ہے۔ اور یہی حال ہند اور سندھ[۱۴۲] خطی، بلغار[۱۴۳]، صحراء قفچاق، سراہ[۱۴۴] اور قرم[۱۴۵]۔

تکرور[۱۴۶] کے ملک، حبشہ[۱۴۷]، نوبہ[۱۴۸]، بجاوۃ[۱۴۹]، زنج[۱۵۰]، اسوان[۱۵۱] تک، حضر موت[۱۵۲] اور بحرین[۱۵۳] اور اس کے علاوہ دیگر علاقوں کا ہے۔

اور آج کی حالت تو یہ ہے کہ علم الاثر عراق سے معدوم ہونے کے قریب ہے۔ فارس، آذر بائیجان، بلکہ اران، جیلان، آرمینیہ، جبال اور خراسان کا بھی کچھ ایسا ہی حال ہے۔ ہے۔ حالانکہ کے یہ دار الآثار تھے۔ اصبہان جو علو اسناد اور کثرت حدیث کی وجہ سے بغداد کے مساوی تھا وہاں بھی کچھ نہیں رہا۔ مصر اور دمشق میں علم الحدیث اب بھی باقی ہے اللہ کریم دونوں کو امان میں رکھے۔ (آمین) علم کی رمق ان کے آس پاس والے علاقوں میں اور کچھ مکہ، غرناطہ، مالقہ، سبتۃ اور تونس میں ہے۔ اللہ کریم ہمارا حسن خاتمہ کرے۔ (آمین)

لیکن قرآن اور فروع فقہ کا علم شرق و غرب میں کثرت سے موجود ہے۔ لیکن مشرق میں متکلمین، معتزلہ، اور متقدمین کے خیالات سے اسے غبار آلود بنا دیا گیا ہے۔ یہ اللہ کا امر ہے۔ اس سے تصدیق ہوتی ہے، کہ صادق و مصدوق نبی ﷺ کے اس فرمان کی کہ قیامت نہیں آئے گی جب تک ایسا نہ ہو کہ علم کم ہو جائے اور جہالت

بڑھ جائے۔

ہم اللہ تعالی سے علم نافع، مقبول عمل، وسیع و پاکیزہ رزق حلال کا سوال کرتے ہیں اور ہم تمام جمیع مسلمانوں کا انجام بخیر فرمائے۔ آمین صلی اللہ وسلم علی سیدنا محمد الامین وآلہ وصحبہ اجمعین۔

حواشی

85) مدینہ منورہ یثرب کی ایک بستی یا محلہ کا نام ہے۔ یثرب کی آبادی کے پیش نظر پورے جوف مدینہ کے دیہات پر یثرب کا اطلاق کیا جاتا تھا۔ اس کے عین وسط میں وہ بستی تھی۔ جو مدینۃ النبی ﷺ سے مشہور و معروف ہوا۔ عام طور پر مدینۃ النبی ﷺ کو ہی یثرب سمجھا جاتا ہے۔ جبکہ ایسا نہیں ہے۔ اہل لغت، و تاریخ دانوں نے مدینۃ النبی ﷺ کو یثرب کی ایک بستی قرار دیا ہے۔ مدینۃ النبی ﷺ کے علاوہ بستیوں اور زمین پر یثرب بولا جاتا رہا۔ امام سجستانی علیہ الرحمہ نے غریب القرآن میں یثرب کے تحت یہ لکھا ہے (اسم ارض، و مدینۃ الرسول ﷺ فی ناحیۃ من یثرب)، اس حوالہ سے دیکھیے: غریب القرآن، ص:۲۲۶، عہد نبوی ﷺ کے میدان جنگ از ڈاکٹر حمید اللہ: ص:۵۱۔ ۵۲، رسول اللہ ﷺ کی مدینہ میں آمد از سید فضل احمد شمسی، تاریخ مدینہ از امام ابن نجار: ص:۶۴۔ تاریخ الاسلام از امام ذہبیؒ: 1 / 31۔ مدینہ منورہ کی تاریخ کے لیے دیکھیے: آثار المدینۃ المنورۃ از عبد القدوس الانصاری، اتحاف المومنین بتاریخ، ابواب ذکر مدینہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ازابن جوزیؒ، اخبارالمدینۃ المنورہ ازابن زبالہ، اخباروادی المباک از محمد حسن شراب، الاصابۃ فی معرفۃ مساجد طابۃ از صباغ، تاریخ المدینۃ المنورہ ازامام نمیری، تاریخ المدینۃ المنورہ ازامام نہروانی، وفاء الوفاء ازامام سمیودی، المغانم المطابہ ازفیروزآبادی، مراۃ الحرمین از سید ابراہیم رفعت، جذب القلوب از شیخ عبد الحق، دہلوی وغیرہ ھم

86) فقہاء سبعہ سے مراد یہ اصحاب ہیں، سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، عبید اللہ بن عبد اللہ، خارجہ بن زید، قاسم بن محمد، سلیمان بن یسارر حمھم اللہ، ساتویں نام کے بارے میں تین اقوال ہیں سالم بن عبد اللہ، ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن، یا ابو بکر بن عبد الرحمن۔ امام النوویؒ نے اس کے بعد کچھ اشعار نقل کیے ہیں ان میں ابو بکر بن عبد الرحمٰن کا ذکر ہے۔

87) آپؒ کا نام محمد بن عبد اللہ ذکوان قرشی مدنی ہے۔ آپؒ بہت بڑے محدث ہونے کے ساتھ ساتھ علماء اسلام و اجتہاد سے تھے۔ آپؒ امیر المومنین فی الحدیث بھی تھے۔ ۱۳۱ھ میں مدینہ میں وفات پائی، تفصیل کے لیے دیکھیے سیر اعلام النبلاء۵:۴۴۵

88) آپؒ عابد، مفتی، صادق اور بہت بڑی شان والے تھے۔ مسجد نبوی ﷺ میں آپؒ کا بڑا حلقہ ہوتا۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: سیر اعلام النبلاء۷ ۶:۳۱

89) مکہ کی تاریخ کے لیے دیکھیے العقد الثمین از امام فاسیؒ، الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام از امام نہروانی، اخبار مکہ، زبدۃ الاعمال از امام اسفرائنی، اتحاف الورٰی، مشہر العزم از امام ابن جوزیؒ، اثارہ الحجون از امام فیروزآبادی، شفاء الغرام از امام فاسی و غیرھم۔ امام الفاسیؒ کی "**الزھور المقتطف**" اس موضوع پر نہایت شاندار کتاب ہے۔ یہ کتب تو مستقل حیثیت کی بنا پر تالیف کی گئیں، بلدان کی مشہور و معروف کتب میں جیسے معجم البلدان از یاقوت الحموی نے تین جگہ اس شہر معظم کا ذکر بذیل بکہ، البلدہ اور مکہ کے طور پر کیا ہے۔

90) آپؒ کا نام عبد اللہ بن کثیر ہے۔ قاری قرآن ہونے کے ساتھ ساتھ آپؒ حدیث میں بھی صالح تھے۔ اگرچہ آپ سے کم روایت کیا گیا ہے۔ آپؒ نے ۱۲۰ھ میں وفات پائی۔ ملاحظہ کیجیے: سیر اعلام النبلاء۶ ۶:۳۳

91) آپؒ کا نام عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج قرشی اموی مکی ہے۔ مکہ میں سب سے پہلے آپؒ نے علم میں تصنیف لکھی۔ کتب صحاح میں آپؒ سے ہی بکثرت روایات ہیں۔ ۱۵۰ھ میں وفات پائی[ط]

92) مکمل نام سفیان بن عیینہ بن ابی عمران میمون ھلالی کوفی ہے۔ آپؒ علم میں بڑے مرتبہ والے اور ۷۰ حج کیے ہوئے تھے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں اگر مالک و سفیان نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت

ہو جاتا۔ ۱۹۸ھ میں وصال فرمایا[ط]

93) آپؒ کا نام محمد بن عبد اللہ بن احمد بن محمد بن الولید ازرقی (ت: ۲۵۰ھ) ہے۔ آپؒ نے مکہ کی تاریخ کے متعلق ایک مبسوط کتاب لکھی ہے۔ 'اخبار مکہ وما جاء فیہا من الاثار'۔[ط]

94) تفصیل کے لیے دیکھیے: تاریخ بیت المقدس وفضائل بیت المقدس از امام ابن جوزیؒ، الفتح القسی از امام اصبہانیؒ، باعث النفوس علی زیادۃ القدس المحروس از امام ابن الفرکاحؒ، تاریخ القدس از استاذ عارف العارف باشا المسالک الممالک از امام البکری ص ۴۱، مسالک الابصار ۴۷:۳

95) ملاحظہ کیجیے، تاریخ مدینۃ دمشق از امام ابن عساکر الدمشقی، فضائل الشام و دمشق از امام الربعی، مناقب الشام واھلہ از شیخ ابن تیمیہ، عشائر الشام از احمد وصفی زکریا، خطط الشام از محمد کرد علی، ثمار المقاصد فی ذکر المساجد از یوسف بن عبد الہادی، الاعلاق الخطیرہ از علامہ ابن شداد، مسالک الممالک از امام البکری ص ۴۳، مسالک الابصار ۳:۳۵۰

96) آپؒ کا نام عبد الاعلی بن مسہر بن عبد الاعلی بن مسہر غسانی دمشقی (ت: ۲۱۸ھ) ہے۔ شیخ الشام کے علاوہ حدیث، مغازی کے بہت بڑے عالم تھے۔ انساب شام کے ماہر گردانے جاتے تھے۔[ط]

97) آپؒ کا نام عبد الرحمن بن ابراھیم بن عمرو اموی دمشقی (ت: ۲۴۵ھ) ہے۔ آپؒ سے امام بخاریؒ، ابوداودؒ، نسائیؒ اور دارمیؒ نے حدیث روایت کی ہے۔ آپؒ محدث شام تھے اور مذہب (فقہ) اوزاعی پر تھے۔[ط]

98) ملاحظہ کیجیے: النجوم الزاھرۃ از علامہ ابن تغری بردی، اعلام لمن ولی مصر فی الاسلام از امام عسقلانی، نزھۃ الانام از ابن دقماق، فتوح مصر از ابن عبد الحکم، الروضہ از امام البکری، حسن المحاضرہ از امام السیوطی، کتاب ولاۃ مصر از علامہ الکندی، المواعظ والاعتبار فی ذکر الخطط و الآثار از علامہ مقریزی، کتاب الروضہ از ابن عبد الظاھر، السلوک لمعرفۃ دول الملوک از علامہ مقریزی،[ط]

99) آپؒ کا نام عبد اللہ بن وھب بن مسلم فہری ہے۔ شیخ الاسلام اور مصر کے والی تھے۔ امام مالکؒ کے اصحاب میں سے تھے۔ فقہ، حدیث، اور عبادت آپؒ میں جمع تھے۔ مجتہد، ثقہ، حافظ جیسے القاب سے جانے جاتے تھے۔ آپؒ کو منصب قضاء پیش کیا گیا لیکن آپؒ نے انکار کر دیا۔ ۱۹۸ھ میں وفات

پائی۔[ط]

100) ملاحظہ کیجیے، کتاب فضل الاسکندریہ و عسقلان از ابن صلاح، مدینہ اسکندریہ، جراتیان لوبیر، سکان اسکندریہ، الدکتور فتحی ابو عیانہ، فتوح مصر والمغرب از ابن عبد الحکیم، الخطط الجدیدہ از، علی باشا مبارک، بدائع الزھور از ابن ایاس الروض المعطار ص ۵۴، مسالک الابصار ۳۳۷:۳، المسالک از امام البکری ص ۱۶۰،

101) آپ کا نام احمد بن محمد بن سلفہ اصبہانی ہے۔ آپؒ فاضل اور بہت زیادہ سفر کرنے والے تھے۔ امام سمعانی صاحب کتاب الانساب کے والد کے ساتھ آپؒ کی رفاقت رہی۔ دونوں نے کوفہ و حجاز میں سماع کیا۔ اصبہان میں ابو بکر بن مردویہ، بغداد میں نصر بن احمد بن بطر سے سماع کیا۔ عراق، جبال اور شام کے علاقوں میں جب آپؒ نے کتب تصنیف کیں پھر مصر کا رخ کیا اور اسکندریہ کو اپنا مسکن بنایا۔ آپؒ شعر بھی بہت خوب کہا کرتے تھے۔ ۵۷۶ھ میں وفات پائی۔[ط]

102) تفصیل کے لیے دیکھیے! تاریخ مدینہ الاسلام از امام الخطیب بغدادی، مناقب بغداد از امام ابن جوزی، تاریخ بغداد از ابن ابی طیفور، رسوم دار الخلافۃ از ھلال الصابی، نزھۃ الادباء از عبد الرحمن سہروردی، الفوز بالمراد فی تاریخ بغداد از سلیمان الدخیل، بغداد از محمد امین، معجم البلدان ۵:۷۹، المسالک از علامہ البکری ص ۱۴، مشترک وضعا از علامہ یاقوت الحموی ص ۳۹۰

103) آپؒ کا نام شعبہ بن حجاج بن ورد ہے۔ امام، حافظ، امیر المومنین فی الحدیث، عالم اہل البصرۃ، ادیب اور شاعر جیسے القابات سے جانے جاتے ہیں۔ ۱۶۰ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔[ط]

104) ہشیم بن بشیر بن ابو حازم سلمی واسطی مکمل نام ہے۔ آپؒ نے امام زہری و عمرو بن دینار وغیر ھما سے اخذ روایت کیا۔ بعد ازاں امام احمد بن حنبلؒ جیسی شخصیات کا شمار آپ کے تلامذہ میں ہوتا ہے۔ اپنی وفات سے پہلے قریباً بیس سال عشاء کے وضوء سے نماز فجر ادا کرتے تھے۔ ۱۸۳ھ میں وفات پائی[ط]

105) ملاحظہ کیجیے: جولہ اثریہ فی بعض البلاد الشامیہ از احمد وصفی زکریا، الموجز فی تاریخ مدینہ حمص و آثارھا از عبد الھادی النجار، مدینہ حمص تاریخھا واھم معالمھا التاریخیۃ از عبد الحق سلیم، مسالک الابصار ۳۶۵:۳

106) آپؒ کا نام بقیہ بن ولید بن صائد حمیری کلاعی (ت:۱۹۸) ہے۔ محدث حمص تھے۔ لیکن آپؒ سے

احادیث لینے کے سلسلہ میں احتیاط کا کہا گیا ہے۔(۱۹۸ھ) میں وفات پائی،[ط]

107) آپؒ کا نام عبد القدوس بن حجاج خولانی ابو مغیرہ (ت:۲۱۲ھ) ہے۔ امام، محدث، صادق، مسند حمص کے القاب سے جانے جاتے ہیں۔ آپؒ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ آپؒ سے بڑھ کر خشیت والا کوئی اور نہ تھا۔ امام احمد بن حنبلؒ اور ابن معین کے علاوہ کئی ایک نے آپؒ سے حدیث روایت کی ہے۔[ط]

108) آپؒ کا نام حکم بن نافع بہرانی حمصی (ت:۲۲۲ھ) ہے۔ امام، حافظ اور حجت کے القاب سے جانے جاتے ہیں۔ آپؒ سے بھی ابن معین اور امام احمد بن حنبلؒ نے حدیث اخذ کی ہے۔

109) ملاحظہ کیجیے: تاریخ الکوفہ از سید حسین النجفی، معجم البلدان ۵۵۷:۴، معجم ما استعجم ۱۱۴۱:۴، الروض المعطار از علامہ حمیری ص ۵۰۲، المختار من احسن التقاسیم از مقدسی ص ۱۱۶

110) آپؒ کا نام احمد بن محمد بن سعید بن عقدہ ابو عباس کوفی ہمدانی ہے۔ حدیث کے ائمہ میں سے ایک ہیں۔ صاحب تصانیف ہیں۔ لیکن ان کی تصانیف کی بہت زیادہ شہرت نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں غث وثمین ہر طرح کا مواد ہے۔ ۳۳۲ھ میں وفات پائی۔

111) تفصیل کے لیے دیکھیے! خطط البصرۃ والتنظیمات الاجتماعیہ والاقتصادیہ فی البصرۃ از الدکتور احمد صالح علی، مسالک از امام البکری ص ۱۱

112) تفصیل کے لیے دیکھیے: قرۃ العیون از امام الزبیری، البرق الیمانی از علامہ النہروالی المکی، السمط الغالی الثمن از محمد بن حاتم الیامی، مسالک الابصار ۱۳:۴

113) آپؒ کا نام عبد اللہ بن طاوس بن کیسان یمانی ہے۔ جبکہ کنیت ابو محمد ہے۔ امام، محدث، ثقہ کے القاب سے جانے جاتے ہیں۔ عکرمہؒ، عمرو بن شعیبؒ سے روایت کیا ہے۔ آپؒ سے ابن جریج، معمر، ثوری وغیرھم نے روایت کیا ہے۔ امام معمر فرماتے ہیں آپؒ جیسا فقیہ میں نے نہیں دیکھا۔ ۱۹۱ھ میں وصال فرمایا۔[ط]

114) ملاحظہ کیجیے، الصلۃ از علامہ ابن بشکوال، الاحاطہ از ابن خطیب، البیان المعرب از ابن العذاری، فضائل الاندلس از ابن حزم وابن العید، الذیل والتکملۃ لکتابی الموصول والصلۃ از امام اوسی

المراکشی، نفح الطیب از علامہ التلمسانی وغیرھم۔

115) آپؒ کا نام عثمان بن سعید بن عثمان دانی ہے۔ حفاظ حدیث میں سے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ علم القرآن اور تفسیر کے بھی امام ہیں ۔ قرات میں آپؒ کی مشہور کتاب تیسیر فی القراءات العشر ہے۔ ۴۴۴ھ میں وفات پائی۔

116) ادیب، شاعر، محدث، فقیہ مالکی تھے۔ آپؒ کا نام سلیمان بن خلف بن سعد قرطبی ہے۔ آپؒ نے موطا امام مالکؒ کی شرح اور جامع الصحیح للبخاری کے رجال پر کتب تصنیف کی ہیں۔ ۴۷۴ ہجری میں وفات پائی۔[ط]

117) آپ کا نام حسین بن محمد بن احمد غسانی اندلسی ہے۔ علماء اندلس میں بڑے محدث تھے۔ رجال الصحیحین پر 'تقیید المہمل' کے عنوان سے کتاب لکھی ہے۔ ۴۹۸ھ میں وفات پائی۔[ط]

118) دیکھیے المونس فی اخبار افریقہ از علامہ الرعینی القیروانی، تاریخ افریقہ والمغرب از امام القیروانی، معالم الایمان از امام الدباغ مسالک الابسار ۶۲:۴، فتوح البلدان: ص308

119) دیکھیے معجم البلدان از امام یاقوت الحموی از ۱۳۴:۲، المسالک از امام البکری س ۳۹۲ فتوح البلدان: 256

120) دیکھیے معجم البلدان از امام الحموی ۶۱۶:۲

121) دیکھیے معجم البلدان از امام الحموی ۴۸۱:۶

122) آپؒ کا نام حسن بن احمد بن حسن بن احمد بن سہل عطار ہمذانی ہے۔ علامہ، مقری، شیخ ہمذان، حافظ، متقی، فاضل حسن السیرۃ، قرآن و علوم قرآن کے امام، محدث، ادیب، امام النحو اللغۃ کے القابات ان کی تعریف میں کہے گے ہیں۔ حدیث کے متعلق علوم کے حافظ تھے۔ جن میں انساب، تاریخ، اسماء، کنٰی، قصص، سیرت وغیر ھم ہیں۔ آپؒ نے جمھرہ از ابن درید، اور کتاب الغریبین از ہروی کو یاد کیا ہوا تھا۔ سلاطین سے کوئی شے قبول نہ کرتے تھے۔ ۵۶۹ھ میں وصال فرمایا۔[ط]

123) دیکھیے معجم البلدان ۱۳۲:۳، معجم ما استعجم ۶۹۰:۲، دائرہ معارف ۴۱۴:۱۰

124) آپؒ کا نام محمد بن مسلم بن عثمان بن عبد اللہ بن وارۃ رازی ہے۔ امام و مجوّد تھے۔ آپؒ سے امام

النسائیؒ، محمد بن یحیی ذہلیؒ نے روایت کیا ہے۔ ۲۸۰ھ میں وفات پائی۔ [ط]

125) المشترک وضعاً ص ۳۹۰، معجم البلدان از امام الحموی ۳۸۹:۴، معجم ماا ستعجم ۱۰۷۲:۳

126) تاریخ جرجان از امام السہمی، معجم البلدان للحموی ۱۳۹:۲، معجم ماا ستعجم ۳۷۵:۲

127) آپؒ کا نام احمد بن ابراہیم بن اسماعیل جرجانی شافعی ہے۔ محدث وفقیہ ہیں۔ آپؒ نے مستخرج علی الصحیح چار مجلدات میں اور مسند عمرؓ دو جلدوں میں تالیف کی ہے۔ بہت بڑے شیخ اور شافعیہ کے ائمہ میں سے ہیں۔ ۳۷۱ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ [ط]

128) آپؒ کا نام محمد بن احمد بن حسنین قاسم بن سری، بن غطریف بن جہم جرجانی رباطی، غازی ہے۔ امام، حافظ، مجوّد، بہت زیادہ سفر کرنے والے، اپنے وقت کی مسند، عالم وحافظ، صائم، متعبد، قوام کے القابات سے جانے جاتے ہیں۔ آپؒ نے ایک کتاب صحیح بھی تصنیف کی ہے۔ ۳۷۷ھ میں وفات پائی۔ (ط)

129) معجم البلدان از حموی ۸۲:۵، مشترک وضعاص ۳۹۱

130) معجم البلدان: ۵۵:۴

131) معجم البلدان از حموی ۴۵۶:۵

132) مشترک وضعاًص ۳۹۵، معجم البلدان ۷۹:۵، معجم ماا ستعجم ۱۲۱۶:۴

133) دیکھیے: سیر اعلام النبلاء ۴۶۹:۲

134) معجم البلدان ۵۸۱:۱، دائرہ معارف ۷۵۷:۴

135) معجم البلدان ۷۸:۵، مسالک الابصار ۱۲۹:۳، معجم ماا ستعجم ۲۲۹:۱

136) القند فی ذکر علماء سمرقند از امام نسفی، مشترک وضعاًص ۳۹۰، معجم البلدان ۷۹:۵، معجم ماا ستعجم ۷۵۴:۳

137) معجم البلدان ۳۴۹:۳

138) معجم البلدان ۲۹۴:۴، معجم ماا ستعجم ۱۰۲۴:۳

139) مسالک الابصار ۱۴۳، ۱۱۹:۳، معجم البلدان ۴۵۲:۲، معجم ماا ستعجم ۵۱۵:۲

140) معجم البلدان ۴:۵۱۵، معجم ما استعجم ۴:۱۱۲۵

141) معجم البلدان ۳:۵۰۰، معجم ما استعجم ۳:۸۴۹

142) مسالک الابصار ۳:۳۱، معجم البلدان ۳:۳۰۳

لیکن امام ذہبیؒ کا ہند و سندھ کے بارے میں کہنا کہ یہاں علم الحدیث کے دروازے بند تھے درست معلوم نہیں ہوتا۔ ہند میں علم الحدیث کی آمد تبع تابعین کے زمانہ سے ہوئی اور امام حسن بصریؒ کے دو شاگردوں کا یہاں آنے کا ذکر ملتا ہے۔ اسی طرح کتب احادیث کا ہند میں پایا جانا اور ان کی اشاعت کے متعلق معلومات بھی ملتی ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیئے: مولانا امتیاز علی عرشیؒ کا مضمون ''صحیح مسلم کا ایک قدیم نسخہ ہندوستان میں'' جس میں ہند میں حدیث کی آمد پر کافی شافی روشنی ڈالی گئی ہے۔

143) معجم البلدان ۱:۵۷۶، دائرہ معارف ۴:۸۰۰

144) معجم ما استعجم ۳:۷۳۰

145) معجم البلدان ۴:۳۷۴

146) معجم البلدان ۲:۴۴

147) مسالک الابصار ۴:۴۰

148) مسالک الابصار ۴:۴۶، معجم البلدان ۵:۳۵۶، معجم ما استعجم ۴:۱۳۳۹

149) دائرہ معارف ۴:۵۵

150) معجم البلدان ۳:۱۷۲

151) معجم البلدان ۱:۲۲۸

152) معجم البلدان ۲:۳۱۱، دائرہ معارف ۸:۴۰۸، معجم ما استعجم ۲:۴۵۵

153) معجم البلدان ۱:۴۱۱، معجم ما استعجم ۱:۲۲۸، دائرہ معارف ۴:۸۵، انسائیکلوپیڈیا آف برٹینیکا ۲:۵۹۴

مصادر و مراجع

1۔ دمشقی، عبدالحی بن احمد، امام (م1089ھ)، شذرات الذھب، تحقیق، عبدالقادر الارناووط بیروت، دار ابن کثیر، 1413ھ

2۔ عسقلانی، احمد بن علی، امام (م 852ھ)، الدرر الکامنہ، حیدر آباد، دائرہ معارف عثمانیہ، 1350ھ

3۔ ابن اثیر، علی بن محمد، امام (م632ھ)، لب اللباب، بغداد، مکتبہ المثنیٰ، سنہ ندارد

4۔ سمعانی، عبدالکریم بن محمد، امام (م562ھ)، الانساب، حیدر آباد، مجلس دائرہ معارف عثمانی، 1397ھ

5- صفدی، خلیل بن ایبک، امام (م764ھ، الوافی با لوفیات، تحقیق، احمد الارناووط، بیروت، دار الاحیاء التراث العربی، 1420ھ

6۔ ذہبی، محمد بن احمد، امام (م 748ھ)، معجم شیوخ الذہبی، تحقیق، الدکتور وحیہ عبدالرحمن، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1940ء

7۔ ذہبی، محمد بن احمد، امام (م748ھ)، معجم الشیوخ، تحقیق، الدکتور الحبیب، ریاض، کتبہ

الصدیق،1988ء
8۔ ایضاً، تاریخ الاسلام، تحقیق، عمر عبدالسلام تدمری، بیروت، دارالکتب العربی 1992ء
9۔ وہی مصنف، سیر اعلام النبلاء، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ،2005ء
10۔ وہی مصنف، المعجم المختص بالمحدثین، تحقیق، الدکتور الحبیب، ریاض، مکتبۃ الصدیق، 1988ء
11۔ ایضاً، تذکرۃ الحفاظ، بیروت، دار الکتب العلمیۃ،2014ء
12۔ دمشقی، عبدالقادر بن محمد، علامہ (م978ھ)، الدارس فی تاریخ المدارس، تحقیق، ابراہیم شمس الدین، بیروت، دار الکتب العلمیۃ،1988ء
13۔ سلامی، محمد بن رافع، امام (م774ھ)، الوفیات، تحقیق، صالح مہدی عباس، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ،1402ھ
14۔ معروف، بشار عواد، ڈاکٹر، الذہبی و منہجہ في کتابہ تاریخ الاسلام قاہرہ، عیسی البابی،1976ء
15۔ سبکی، عبدالوہاب بن علی، امام (م771ھ)، طبقات الشافعیۃ الکبری، حیدر آباد، دائرۃ معارف عثمانیۃ،
16۔ سخاوی، محمد بن عبدالرحمن، امام (م902ھ)، الاعلان بالتوبیخ، عربی مترجم، صالح، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ،1986ء
17۔ ذہبی، محمد بن احمد، بیان زغل العلم، تحقیق، محمد بن عبداللہ، قاہرۃ، دار العلم،2013ء
18۔ یافعی، عبداللہ بن اسعد، امام (م768ھ)، مرآۃ الجنان، بیروت، دار الکتب العلمیۃ،

2014ء

19۔ عینی، محمود، امام(م855ھ)، عقد الجمان، تحقیق، محمد امین، قاہرۃ، دار الکتب الوثائق، 2010ء

20۔ محمد کرد علی، الدکتور، کنوز الاجداد، دمشق، دار القلم، 1929ء

21۔ دمشقی، اسماعیل بن عمر، امام(م774ھ) البدایۃ والنھایۃ، بیروت، دار ابن کثیر، سنۃ ندارد۔

22۔ اتابکی، یوسف بن تغری، امام (م 874ھ) المنھل الصافی، قاھرۃ، دار الکتب و الوثائق، 1402ھ

23۔ ایضاً، الدلیل الشافی علی المنھل الصافی

24۔ چلپی، مصطفی بن عبداللہ، امام (م 1067ھ)، کشف الظنون، موسسۃ التاریخ، سنۃ ندارد۔

25۔ حموی، یاقوت بن عبداللہ، معجم البلدان، بیروت، دار صادر، 1398ھ

26۔ حمیری، محمد بن عبدالمنعم، الروض المعطار، مکتبہ لبنان

27۔ البکری، عبداللہ، المسالک، والممالک، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، 2002ء

28۔ مقدسی، احسن التقاسیم فی معرفہ الاقالیم، قاھرۃ، مکتبہ مدبولی، 1991ء

29۔ حازمی، محمد بن موسیٰ، امام(م584ھ)، الاماکن ما اتفق لفظۃ وافترق مسماہ بیروت، دار الیمامۃ، 1415ھ

30۔ ابوفداء، اسماعیل بن محمد، علامہ(732ھ)، تقویم البلدان، بیروت، داد صادر

31۔ شابشتی، علی بن محمد، الدیارات، بغداد، مکتبہ معارف، 1966ء

32۔ حموی، یاقوت، امام، کتاب المشترک وضعًا، بیروت، عالم الکتب، 1986ء

33۔ فتحی ابو عیانۃ، الدکتور، سکان الاسکندریہ، اسکندریہ، موسسۃ الثقافۃ الجامعیۃ، 1980ء

34۔ الصلاح، عثمان، امام، فیما ورد من الاحادیث فی فضل الاسکندریہ و عسقلان، مخطوطۃ (انٹرنیٹ)

35۔ فرضی، عبد اللہ، امام، تاریخ علماء الاندلس، تونس، دار الغرب الاسلامی

36۔ ضبی، بغیہ الملتمس، قاہرۃ، دار الکتب المصری، 1403ھ

37۔ احمد بن ابو طاہر، کتاب بغداد، بیروت، دار الجنان

38۔ الصفدی، خلیل بن ایبک، تحفہ ذوی الالباب، شام، منشورات وزارۃ الثقافۃ، 1992ء

39۔ عرشی۔ امتیاز علی، مولانا، مقالات عرشی، لاہور، مجلس ترقی ادب، 2016ء

40۔ فاسی، محمد، امام، الزھور المقتطفہ، بیروت، دار صادر، 2012ء

الامصار ذوات الآثار

تالیف

الامام الحافظ المؤرخ شمس الدین ابی عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ الإِمَامُ الحَافِظُ المُحَدِّثُ النَّقَّادُ، شَمسُ الدِّینِ مُحَمَّدُ بنِ اَحمَدبنِ عُثمَان الذَّهبِی مَا لَفظُهُ:

(اَلاَمصَارُ ذَوَاتُ الآثَار)

المَدِینَةُ المُشَرَّفَةُ دَارُ الهِجرَةِ

کَانَ العِلمُ وَافِراً بِهَا فِی زَمَنِ التَّابِعِینَ، کَالفُقَهَاءِ السَّبعَةِ

وَزَمَنِ صِغَارِ التَّابِعِینَ، کَزَیدِبنِ اَسلَم، وَرَبِیعَةَ الرَّای وَیَحییٰ بنِ سَعِید، وَاَبِی الزِّنَادِ

ثُمَّ فِی زَمَنِ تَابعی التَّابعِین، کَعَبد اللّٰهِ بنِ عَمرو بن اَبِی ذِئبٍ، وَابنِ عَجلَان، وَجَعفَرٍ الصَّادِق.

ثُمَّ الاِمَام مَالِکٍ، وَمُقرِئهَا الاِمَام نَافِعٍ، وَاِبرَاهِیمَ بنِ سَعدٍ وَسُلَیمَانَ بنِ بِلَالٍ، وَاِسمَاعِیلِ ابنِ جَعفَرٍ۔

ثُمَّ تَنَاقَصَ العِلمُ بهَا جِدًّا فی الطَبقَةِ التی بعدهم، ثُمَّ تَلَاشِی

مَكَّةُ

كَانَ العِلمُ بِهَا يسيراً فى زَمَنِ الصَّحَابَةِ.

ثُمَّ كَثُرَ فى اَوَاخِرِ عَصرِ الصَّحَابَةِ، وَكَذٰلِكَ فى اَيامِ التَّابعِينَ، كَمُجَاهِدٍ، وَعَطَاءِ بنِ اَبى رَبَاحٍ، وَسَعِيدِ بنِ جُبَيرٍ، وَابنِ اَبى مُلَيكَةَ

وَزَمنِ اَصحَابِهِم، كعبدِ اللهِ بنِ اَبى نَجِيحٍ، وَابنِ كَثِيرٍ المُقرِىءِ وَحَنظَلَةَ بنِ اَبى سُفيَان، وَابنِ جُرَيج، وَنَحوِهِم.

وَ فِى زَمَنِ الرَّشِيدِ، كَمُسلِمِ بنِ خَالِدٍ الزِّنجىّ، وَ الفُضَيل بنِ عِيَاض، وَابنِ عُيَينَة.

ثُمَّ اَبى عَبدِ الرَّحمٰنِ المُقرِىء، وَالاَزرَقى، وَالحُمَيدِىّ، وَسَعِيدِ بنِ مَنصُور.

ثُمَّ فِى اَثنَاءِ المِئَةِ الثَّالِثه، تَنَاقَصَ عِلمُ الحَرَمَينِ، وَكَثُرَ بِغَيرِهِمَا۔

بَيتُ المَقدِسِ

نَزَلَهَا جَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ، كَعُبَادَةَ بنِ الصَّامِت، وَشَدَّادِ بنِ اَوسٍ، وَمَا زَال بِها عِلمٌ لَيسَ بِالكَثِيرِ، ثُمَّ نَقَصَ جدًّا.

ثُمَّ مَلَكها النصارى تسعين عاماً، ثُمَّ آخذها المُسلِمُون.

دِمَشقُ

[مِن بِلَادِ الشَّامِ، القُطرُ المُتَّسِعُ المُشتَمِلُ عَلَى عِدَّةِ بِلَادٍ وَمُدُنٍ وَقُرَى]
نَزَلها عِدَّة مِنَ الصَّحَابةِ، مِنهُم بِلَالُ الصَّحَابيُّ، المُؤَذِّنُ لرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ. وَغيرهُ. وَكَثُرَ بها العِلمُ فی زَمَنِ مُعَاوِيَةَ

ثُمَّ فی زَمَنِ عَبدِ المَلِك وَ اَولَادِهِ وَ مَا زَالَ بِها الفُقهاءُ وَ المُقرِئونَ، وَالمُحَدِّثُونَ فی زَمَنِ التَّابعين وَتَابِعيهم. ثُمَّ اِلى أَيَّامِ اَبی مُسهِرٍ، وَمَروَانَ بنِ مُحَمَّدٍ الطَّاطَرِیّ، وَهِشَامٍ، وَدُحيمٍ، وَسُلَيمَانَ بنِ بنتِ شُرَحبيل.

ثُمَّ اَصحَابِهم وَعَصرِهم.

وَهی دارُ قُرآنٍ وَحَديثٍ وَفِقهٍ.

وَتَنَاقَصَ العِلمُ بِها فی المِئَة الرَّابِعَةِ، وَالخَامِسَةِ، وَكَثُرَ بَعدَ ذٰلك، وَلا سِيمَا فی دَولَةِ نُورِ الدِّين، وَاَيامِ مُحَدِّثها ابنِ عَسَاكِرٍ، وَالمُقَادِسَةِ النازِلينَ بِسفحِها.

ثُمَّ تَكَاثرَ بَعدَ ذٰلِكَ بابنِ تَيمِيَّةَ، وَالمِزِّیّ، وَاَصحَابِهِمَا، وَلِلّٰهِ الحَمد.

مِصْرُ

[وَهِيَ بَلَدٌ عَظِيمٌ ، وَ قُطرٌ مُتَّسِعٌ شَرقِيٌّ، وَغَربِيٌّ، وَصَعِيدٌ اَعلىٰ وَادنٰى]
افتحها عَمرو بنُ العَاصِ فی زَمَنِ عُمَر رَضِیَ اللهُ عَنهُمَا. وَ سَكَنَها خَلقٌ مِنَ الصَّحَابَةِ، وَ كَثُرَ العِلمُ بِها فی زَمَنِ التَّابعينَ.
ثُمَّ ازدادفی زَمَنِ عَمروبنِ الحَارِثِ، وَيَحيىٰ بنِ اَيُّوب، وَحَيوَةَ بنِ شُرَيحٍ، وَاللَّيثِ بن سَعدٍ، وابنِ لَهِيعةَ، وإلىٰ زَمَنِ ابنِ وَهبٍ، وَالإِمَام الشَّافِعِیّ، وابنِ القَاسِمِ، واَصحَابِهِم.
وَمَا زَال بها عِلمٌ جَمٌّ إلىٰ اَن ضَعُفَ ذٰلِكَ باستيلاءِ العُبيديّين الرافضةِ عليها سنة [ثمانٍ] وَ ثلاثمئة، وَ بَنَوا القَاهِرَةَ [وَكَانَ قَاضِيها إذ ذَاكَ، اَبُو الطَّاهِرِ الذُّهلِیُّ البَغدَادِیُّ المَالِكِیُّ، فَأَقَرُّوه حَتَّى مَات، ثُمَّ وَلَّوهُ للإسمَاعِيلِيَّةِ المُتَشَيِّعِينَ]، وَشاع التَشَيُّعُ بها، وَ قَلَّ الحَدِيثُ وَ السُّنَّةُ، إلىٰ أن وَلِيَها أُمراءُ السُّنَّةِ النَّبويَّة [بَعدَ مِئتی سَنَةٍ، وَ أَنقذَها اللهُ مِن أَيدِيهِم عَلَى يَدِ النَّاصِرِ صلَاحِ الدِّين يُوسف بن أيُّوبٍ رحِمهُ الله. فَتَرَاجَعَ العِلمُ اِليها]، وَ ضَعُفَ الرَّوَافِضُ، والحَمدُ لِلّٰهِ۔

الإسكندرية

تبعٌ لمصر، ما زال بها الحديث قليلاً، حتى سكنها السلفي، فصارت مرحولًا إليها في الحديث والقرآن، ثم نقص بعد ذلك.

بغداد

[هي أعظم بلاد العراق]، بنيت في آخر أيام التابعين، و أول من بث فيها الحديث هشام بن عروة، وبعده شعبة، وهشيم.

و كثر بها هذا الشأن، فلم تزل معمورةً بالأثر والخبر إلى زمن الإمام أحمد بن حنبل، ثم أصحابه.

وهي دار الإسناد العالي والحفظ، [ومنزل الخلافة والعلم]، إلى أن استؤصلت في كائنة التتار الكفرة، فبقيت على نحو الربع۔

حِمصُ

نَزَلَها خَلقٌ مِنَ الصحَابَةِ، وَانتَشَرَ بِها الحَدِيثُ فی زَمَنِ التَّابعينَ وَإلی أیَّامِ حَرِیزِ بنِ عُثمانَ، وَشُعَیبِ ابن أبی حَمزَةَ.

ثُمَّ إسمَاعِیلِ بنِ عَیَّاشٍ، وَبَقِیَّةَ، وأبی المُغِیرَةِ، وأبی الیَمَانِ ثُمَّ أصحَابِهِم، ثُمَّ تَنَاقص ذٰلِكَ فی المِئَةِ الرابِعَةِ وَتَلَاشی، [ثُمَّ عدِمَ بِالكُلیة]۔

الكُوفَةُ

نَزَلَها جَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ، كَابنِ مَسعُودٍ، وَعَمَّارِ ابن يَاسِرٍ، وعَلِيّ بن أبي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُم، وَخَلقٍ مِنَ الصَّحَابَةِ.

ثُمَّ كَان بها مِنَ التَّابعين كَعَلقَمةَ، ومَسرُوقٍ، وَعَبِيدَةَ، وَالأَسوَدِ. ثُمَّ الشَّعبِيّ، وَالنَّخعِيّ، والحَكَم بنِ عُتَيبَةَ، وَ حَمَّادٍ، وأبي إسحَاقَ وَمَنصُور، وَالاَعمَشِ، وَأَصحَابِهِم.

وَمَا زَالَ العِلمُ بِها مُتوفِّرًا إلى زَمَنِ ابنِ عُقدَةَ. ثُمَّ تَنَاقَصَ شَيئاً فَشَيئاً وَتَلَاشى، وَهِيَ الآنَ دَارُ الرَّوَافِض.

البَصرَة

نَزَلها أبُوموسَى الأَشعَرِيُّ، وَعِمرانُ بنُ الحُصَين، وَابنُ عَبَّاسٍ، وَعِدَّةٌ مِنَ الصحَابَةِ، وَكَانَ خَاتِمَتُهم خَادِمُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَصُوَيحِبُهُ أَنَسُ بنُ مَالِكٍ رَضى اللهُ عَنه.

ثُمَّ الحَسَنُ البَصرِيُّ، وَمُحَمَّدُ بنُ سِيرِينَ، وَأبُو العَالِيَةِ.

ثُمَّ قَتَادَةُ، وَأيوبُ، وَثَابِتٌ البُنَانِيّ، وَيُونُس، وَابنُ عَونٍ.

ثُمَّ حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ، وَحَمَّادُ بنُ زَيدٍ، وَأصحَابهما.

وَ مَا زَالَ بِها هَذَا الشَّأنُ وَافِراً إلى رَأسِ المِئَةِ الثَّالِثَةِ، وَتَنَاقَص جِدًّا وَ تَلَاشِي.

اليَمَنُ

دَخَلها مُعَاذُ بنُ جَبَلٍ، وَ أَبُو مُوسٰی الأَشعَرِیُّ أَصلُهُ مِن تِهَامَةِ اليَمنِ، وَخَرَجَ مِنها أَئِمَّةُ التَّابِعينَ، وَتَفَرَّقوا فی الَارض.

وَكَانَ بِها جَمَاعَةٌ مِنَ التَّابِعينَ كَوَهبِ بنِ مُنَبِّهٍ ، وَاَخُوهُ قُدامَةُ بنُ مَنَبَّهٍ ، وَطَاوُوسٌ ،وَابنُهُ.

ثُم مَعمَرُ ،وَاَصحَابُهُ.

ثُم عَبدُالرَزَّاقِ ،وَاَصحَابُهُ.

وَعَلِم مِنهابَعدَهُمُ الِاسنَادُ .

الأندَلُس

كَقُرطُبَةَ، وإشبيلِيَةَ، وَغَرنَاطَةَ، وَبَلَنسِيَةَ

فُتِحَت فی اَیَّامِ الوَلِیدِ بنِ عَبدِ المَلِك، وَجُلِبَ العِلمُ اِلیها، لکِن اشتَهَرَ بِها العِلمُ وَ الحَدِیثُ فی المِئَةِ الثالثة بابن حَبیبٍ، ویَحییٰ بنِ یَحییٰ، وَاَصحابِهِمَا.
ثُم بِبَقیِّ بن مَخلَدٍ، وَمُحَمَّدِ بنِ وَضَّاحٍ

وَخَرَجَ مِنها مِثلُ ابنِ عَبدِ البَرِّ، واَبی عَمرو الدَّانِيِّ، وابنِ حَزمٍ الظَّاهِرِیِّ، وابی الولید البَاجی، وابی علیٍّ الغَسَّانی، ولم تزل بها اثَارَةٌ من عِلمٍ، اِلی اَن استولی علی قُرطُبَةَ، وإشبیلِیَةَ النصاری، فتناقص بها العِلمُ.

اقليم المَغرب

فَأَدنَاهُ اِقلِيمُ اِفرِيقِية ،واُمُّهاهي مَدِينَةُ القَيروانِ، كَانَ بها سَحنُون بنُ سَعِيدٍ الفَقِيهُ [صاحبُ ابنِ القاسم]

وَاَمَّا بَجَايَةُ، وتِلمِسانُ، وفَاسٌ، ومَرَّا كُشُ، وَغَالِبُ مَدَائِنِ المَغرِبِ. فَالحدِيثُ بها قليلٌ، وَبِها المَسَائِلُ .

الجزيرة

اَكبَرُ مَدَائِنِها المَوصِلُ [يعنى كمَنبِجٍ ،وبالِسٍ ،والرُّها] ،خَرَجَ مِنها جَمَاعَةٌ مِنَ المُحدِّثِين.

وَحَرَّان ،والرَّقَّةُ ،.........وَغَيرُ ذلِكَ ،خَرَجَ مِنها حُفَّاظٌ وَاَئِمَّةٌ،ثُمَّ تَنَاقَصَ، ثُمَّ انطوى البِسَاطُ.

الدِّينَوَرُ

خَرَجَ مِنها حُفَّاظٌ كمحمَّدِ بنِ عَبدِالعَزيزِ الدِّينَوَرِيِّ وأبي مُحمَّد بنِ قُتَيبَةَ، وَعَبدِاللهِ بنِ مُحمَّدِ بنِ وَهبٍ، وعُمَرَ بنِ سَهلٍ، المتوفّى سنة، وابي بَكرٍ بنِ السُّنِّي

هَمَذانُ

دَارُ السُّنَّةِ، لها ((تاريخٌ)) لصالحِ بنِ أحمدَ الحافظِ، ولِشِيرَوَيهِ بنِ شَهرَدَارِ بنِ شِيرَوَيهِ الدَّيلَمِيِّ، وَصَارَ بها عُلَماءُ من سنة وهلم جزاً.

وخُتِمَت بالحافظِ ابي العَلاءِ العَطَّارِ واولادِهِ.

ثُمَّ استباحها التتارُ، والجنكزخانيهُ.

الرَّیُّ

صَارَت دَارَ عِلمٍ بجزیرِ بنِ عَبدِ الحَمیدِ ،وَأَمثالِهِ.
ثُمَّ بابنِ حُمَیدٍ ،وابنِ مِهرانَ الجَمَّالِ ،وإبراهیم بنِ مُوسی ،وَسَهلِ بنِ زَنجَلَةَ
ثُمَّ بابنِ وَارَةَ،وابی زُرعَةَ،وابی حَاتِمٍ ،وابنِهِ،والی أثناءِ المئةِ الرابعةِ،وذَهَبَ
ذٰلِكَ.

قَزوِينُ

ذُكِرَت فى المئةِ الثانيةِ ، وَخرَجَ مِنها مُحَمَّدُ بنُ سعيدِ بِن سَابِقٍ [الرازيُّ ثُمَّ] القَزوِينيُّ ، وَعَلِيُّ بن مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِيُّ ، وعَمرُو بنُ رافِعٍ ، وإِسماعِيلُ بنُ تَوبَةَ ، ويحيى بنُ عَبدَك ، وَكَثِيرُ بنُ هِشَامٍ وَخَلقٌ بَعدَهُم.

ثُمَّ ابنُ ماجه ، وَصَاحِبُهُ أبو الحَسَنِ القَطّان.

جُرجَانَ

صَار بها حَدِيثٌ كَثِيرٌ في المئة الثالثةِ ،بإسحاق بنِ إبراهيمَ الطّلقِيّ،ومُحَمَّدِ بنِ عيسىٰ الدَّامغَانِيِّ.

ثُمَّ بأبي نُعَيمِ بنِ عَدِيٍّ ،وَإِسحاقِ بنِ إبراهيمَ البَحرِيِّ ،وابي احمدَ بنِ عَدِيٍّ ، وابي بكرٍ الاسماعيليِّ ،والغِطرِيفِيِّ ،واصحابِهم ،ثُمَّ أُغلِقَ البَابُ.

نَیسَابُورُ

دَارُ السُّنَّةِ وَالعَوَالی، صارت بإبراهِيمَ بنِ طَهمَانٍ ، وَحَفصِ بنِ عَبدِاللهِ۔
ثُمَّ يحيىٰ بنِ يحيىٰ ، وَابنِ رَاهَوَيهِ ، وَمُحَمَّدِ بنِ رافِعٍ، وعَبدِ الرَّحمٰن بن بشرٍ ،
وَعَبدِاللهِ بن هَاشِمٍ ، [و] ، الذُّهلِيِّ وَاَحمَدَبنِ يُوسفَ ، ومُسلمٍ ، وَإبراهيمَ بنِ
اَبي طالبٍ ، وَابِي عَبدِاللهِ البُوشَنجِيِّ .
ثُمَّ بابنِ خُزَيمَةَ، وأبي العَبَّاسِ السَّرَاجِ، وابنِ الشَّرقِيِّ، [وَخلائق].
وَمَا يزالُ يُرحَلُ إليها، وآخِرُ شُيُوخِها المُؤَيَّدُ الطُّوسِيُّ، إلى أَن دَخلَهَا التَّتَارُ،
ثُمَّ مَضَت كَأَن لَم تَكُن.

طُوسُ

صَارت دَارَ عِلمٍ بعد المِئتَينِ، كَانَ بِهَا مُحَمَّدُ بنُ أَسلَمَ الطُّوسِيُّ، وَأَصحَابُهُ، إِلى أَن كَانَ آخرُ الأَئمةِ بها الإِمَامُ حُجَّةُ الإِسلَامِ الغَزَالِيُّ، وهي بِقَدرِ حَمَاةَ ظَناً.

هَرَاةُ

مِنها أبو رَجَاءٍ عَبدُ اللهِ بنُ وَاقِدٍ، وَالفَضلُ بنُ عَبدِ اللهِ الهَرَوِيُّ، وَأَحمَدُ بنُ نَجدَةَ، وَمُحَمَّدُ بنُ عَبدِ الرَّحمٰنِ السَّامِيُّ، وَالحُسَينُ بنُ إِدرِيس، وَمُحَمَّدُ ابنُ إِدرِيس، وَمُحَمَّدُ بنُ المُنذِرِ، وَمَا زَالَ بِهَا عِلمٌ، وَحَدِيثٌ، وَعَالِى إِسنَادٍ، إِلى أن خُتِمت بِأَبِي رَوحٍ عَبدِ المُعِزِّ بنِ مُحَمَّدٍ، وَدُثِرَت.

مَرُو

بَلَدٌ كَبِيرٌ مِن أَقَاصى خُرَاسَانَ، خَرَجَ مِنهَا أَئِمةٌ، وَكَانَ بِها بُرِيدةُ بنُ الحُصَيبِ صَاحِبُ رسُولِ اللهِ. صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ،وَطَائِفَةٌ مِن الصَّحَابَةِ.
ثُمَّ عَبدُاللهِ بنُ بُرَيدَةَ، وَيَحيىٰ بنُ يَعمَر، وَعِدَّةٌ مِنَ التَّابعِين.
ثُمَّ الحُسَينُ بنُ وَاقِدٍ، و أبو حَمزَةَ السُّكَّرِيُّ، وَعَبدُاللهِ بنُ المُبَارَكِ، وَالفَضلُ بنُ مُوسىٰ، وَأَبو تُمَيلَةَ، وَعَلِّي بنُ الحَسَنِ بن شَقِيقٍ، وَعَبدانُ بنُ عُثمَان وَأَصحَابُهم.
ثُمَّ نَقَصَ [ذلك] فى المِئَةِ الرَّابعةِ، وَلم يَنقَطِع إلى خُرُوجِ التتارِ، وَفَرَغَ ذَلِكَ.

بَلْخ

صَارَ بِهَا عُلَمَاءُ [فِي] أَوَاخِرِ المِئَةِ الثَّانِيَةِ، كَعُمَرَ ابنِ هَارُون، وَمَكِّيّ بنِ إِبرَاهِيمَ، وَخَلَفِ بنِ أَيُّوبَ، وَقُتَيبَةَ بنِ سَعِيدٍ، وَ مُحَمَّدِ بنِ أَبَانٍ، وَ عِيسَى بنِ أَحمَدَ العَسقَلَانِيِّ، وَ مُحَمَّدِ بنِ عَلِيّ بنِ طَرخَانٍ، ثُمَّ نَقَصَ ذٰلِكَ وَ تَلَاشٰى.

بُخَارَى

نَزَلَهَا عِيسَى بنُ مُوسَى غُنجَار، وَ أَحمَدُ بنُ حَفصٍ الفَقِيهُ، وَ مُحَمَّدُ بنُ سَلَّامٍ البِيكَندِيُّ، وَ عَبدُ اللهِ ابنُ مُحَمَّدٍ المُسنَدِيُّ، وَ أَبُو عَبدِ اللهِ البُخَارِيُّ، وَ صَالِحُ بنُ مُحَمَّدٍ جَزَرَةُ، وَ أَصحَابُهُم.

وَمَا زَالَ بِهَا صُبَابَةٌ حَتّٰى دَخَلَهَا العَدُوُّ بِالسَّيفِ.

سَمَرْقَنْدُ

بِهَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُاللهِ بنُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ.
ثُمَّ مُحَمَّدُ بنُ نَصرٍ المَروَزِيُّ، وَعُمَرُ بنُ مُحَمَّدٍ بنِ بُجَيرٍ، وَآخَرُونَ.

الشَّاشُ

وَهِىَ آخِرُ بِلَادِ الإِسلَامِ التى بِهَا الحَدِيثُ، مِنها الحَسَنُ بنُ صَاحِبٍ الشَّاشِيُّ، وَالهَيثَمُ بنُ كُلَيبٍ، وَ مُحَمَّدُ بنُ عَلِيّ أَبُوبَكرٍ القَفَّالُ الشَّاشِيُّ، ثُمَّ فَرَغَ ذٰلِكَ وَعَدِمَ.

فِريَابُ

خَرَجَ مِنها جَمَاعَةٌ مِنَ العُلَمَاءِ، أقدَمُهم مُحَمَّدُ بنُ يُوسُفَ الفِريَابِيُّ، صَاحِبُ الثَّورِيّ، وَمِنهم القَاضِى جَعفَرُ بنُ مُحَمَّد الفِريَابِيُّ، صَاحِبُ التَصَانِيف، سَمِع بِفِريَابَ سنة (٢٢٦).

خَوَارِزمُ

بَلَدٌ كَبِيرٌ، رَأَيتُ المُجلَّدَ الأَوَلَ مِن تَارِيخها لِرَجُلٍ مُعَاصِرٍ لأبي القَاسِم بنِ عَسَاكِرِ، مِن ثَمانِ مُجلَدَاتٍ.

خَرَجَ مِنها جَمَاعَةٌ مِنَ العُلَماءِ، مِن أَقدَمِهم الحَافِظ عَبدُاللهِ بنُ أُبَيّ.

شِيرَازُ

خَرَجَ مِنها جَمَاعةٌ مِنَ الفُقهاءِ،وَحَدِيثُها قَلِيلٌ،وَقَلَّ مَن ارتَحَلَ إِلَيها.
كَرمَانُ، سِجِستَانُ، الأَهوَازُ، تُستَرُ، قُومِسُ۔

إِقلِيمٌ وَاسِعٌ، خَرَجَ مِنهُ مُحَدِّثُونَ.
الدامغَانُ، مَدِينَةٌ كَبِيرَةٌ، وَ سِمنَانُ مَدِينَةٌ صَغِيرَةٌ، وَ بِسطَامُ مَدِينَةٌ مُتَوَسِّطَةٌ،وَهٰذِهِ المَدَائِنُ أَوَائِلُ مُدُنِ خُرَاسَان مِنَ الجِهَةِ الغَربِيَّةِ.

قُهِستَان

أَكبَرُ مَدَائِنِ هَذا الإِقلِيمِ، ثُمَّ زَنجَانُ، وَأَبهَرُ.

وَ إِقلِيمُ قُهِستَان مُلَاصِقٌ لِإِقلِيمِ قُومِسَ، وَ هُوَ غَربِيٌّ قُومِسَ، وَ هُوَ شَرقِيٌّ مُتَشَامِلٌ عَنِ العِرَاقِ، مُتَاخِمٌ لِقَزوِينَ. فالأَقَالِيمُ الَّتي لا حَدِيثَ بِها يُروى، وَ لا عُرِفَت بِذَلِكَ: الصِّينُ، أُغلِقَ البابُ.

وَالهِندُ، وِالسِّندُ، .... وَالخُطى، وَبُلغَار، وَصَحرَاءُ القفحاق، وَسَرَاةُ، وَقَرمُ. وَبِلَادُ التَّكرُورِ، وَ الحَبَشَةُ، وَ النَّوبَةُ، وَ البَجَاوةُ، وَ الزّنجُ. وَإِلى أَسوَانَ، وَ حَضرَمَوتَ، وَ البَحرَينِ، وَغَيرِ ذَلِكَ.

وَ أَما اليَومَ فَقَد كَادَ يَعدَمُ عِلمُ الأَثَرِ مِنَ العِرَاقِ، وَفَارِسَ، وَأَذرِبِيجَانَ، بل لا يُوجَدُ بِأَرَّانَ، وَ جِيلَانَ، وَ إِرمِينِيَة، وَ الجِبَالِ، وَ خُرَاسَانَ التي كَانَت دَارَ الآثَارِ، وَ اصبِهانَ التي كَانَت تُضَاهِي بَغدَادَ في عُلُوّ الإِسنادِ وَ كَثرَةِ الحَدِيثِ وَالأَثَرِ، وَالبَاقي مِن ذَلِكَ في مِصرَ، وَ دِمَشقَ حَرَسَها اللهُ تَعَالى وَمَا تَاخمها، وَشَيءٌ يَسِيرٌ بِمَكَّةَ، وَ شَيءٌ بِغِرنَاطَةَ، وَمَالِقَةَ وَشَيءٌ بِسَبتَةَ، وَشَيءٌ بِتُونُسَ، نَسأَلُ اللهَ حُسنَ الخَاتِمَةِ.

لكنَّ القُرآنَ وَفُرُوعَ الفِقهِ مَوجُودٌ كَثِيرٌ شَرقًا وَ غَرباً، وَ لكِنَّ ذَلِكَ مُكَدَّرٌ فى المَشرِقِ وَغَيرِهِ بعُلُومِ الأَوَائِلِ، وَ آراءِ المُتَكَلِّمِينَ وَالمُعتَزِلَةِ. فَالأَمرُ للهِ تعالىٰ، وَ هَذا تَصدِيقٌ لقَولِ الصَّادِقِ المصدوقِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ (لا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّى يَقِلُّ العِلمُ، وَيَكثُرَ الجَهلُ.)

فَنسأَلُ اللهُ تعالىٰ العَظِيمَ عِلمًا نَافِعًا، وَ عَمَلًا مُتَقَبَّلًا، وَ رِزقًا حَلَالًا وَ اسِعًا طَيِّبًا، وَ حُسنَ الخَاتِمَةِ لنا وَلجَمِيعِ المُسلِمِينَ أجمَعِينَ آمين.

وَ صَلَّى اللهُ وَسَلَّمَ على سيدنا محمد الامين وآلِهٖ وَصحبه اجمعين.

جاء فی اخر الاصل:

تم المنقول بحمد الله وعونه وحسن توفیقه، والحمد لله اولا وآخر، وظاهرا وباطنا.

وکان الفراغ من کتابته یوم الاثنین خامس شهر شوال المکرم الذی هو من شهور سنة هجرية على صاحبها الصلاة والتحية.

علی ید افقر العباد محمد بن عبد القادر الندی المدنی، غفر الله لهُ ولوالدیه، واحسن الیهما والیه، وصلی الله تبارك وتعالى على خير خلقه محمد وآله وصحبه اجمعین، والحمد لله رب العالمين.

جناب اسد صاحب جی سی یونیورسٹی میں ایم فل کے طالب علم ہیں۔ ڈاکٹر خورشید رضوی صاحب کے لائق اور ذہین تلامذہ میں سے ہیں۔ نوجوانی کے عالم میں ہی عربی زبان وادب کے پہلو بہ پہلو تاریخ وسیرت سے بھی خاص شغف رکھتے ہیں۔ ان کے اس شوق اور قابلیت کو دیکھتے ہوئے، ادارہ فکر جدید نے انہیں امام ذہبی کی کتاب ''الامصار ذوات الآثار'' کے ترجمہ کی ذمہ داری سونپی۔

اگرچہ یہ ضخیم کتاب نہیں ہے لیکن اس کی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ اس میں امام ذہبی نے ان شہروں کا ذکر کیا ہے جہاں علم الحدیث پہ علماء ومحدثین نے کام کیا۔ ان شہروں کی در و دیوار سال ہا سال تک قال قال رسول اللہ کی صداوں سے گونجتی رہیں۔ یہ شہر رسول اللہؐ کے اعمال مبارکہ، معمولات شب و روز کے ذکر سے مہکتے تھے۔ محدثین کرام نے ان شہروں میں مجالس قائم کیں۔ عوام وخواص کو آپ علیہ الصلاۃ و السلام کی احادیث وسنت سے فیض یاب کیا۔ یہ کتاب اسد صاحب اور ادارہ فکر جدید کی باہمی کاوش کا نتیجہ ہے۔ امید ہے قاری اس ترجمہ سے مطمئن ہوگا اور یہ کاوش اہل علم کے لیے تحقیق وتفتیش میں معاون وممد ثابت ہوگی۔

ادارہ فکر جدید تعلیمی اور اصلاحی پروگرام کے ساتھ، شرق وغرب سے تعلق رکھنے والے علماء، فقہا، محدثین، فلاسفہ کی عربی، فارسی، انگریزی ودیگر زبانوں کی کتب اردو میں ترجمہ کرنے کا کام بھی کر رہا ہے۔ اگر صاحبان علم اپنی ترجمہ شدہ کتاب شائع کروانا چاہتے ہیں۔

کتاب کا موضوع، ضرورت اور اہمیت کا جائزہ لینے کے بعد، اگر کتاب ادارے کے مقرر کردہ معیار پہ پوری اتری تو اُسے ادارے کی طرف سے شائع کیا جائے گا۔۔۔

والسلام

محمد امانت رسول

چیئرمین ادارہ فکر جدید

ادارہ فکر جدید

E/182 سوئی گیس سوسائٹی لاہور

0300-4220263 - 0301-2770109

Idarafikrejadeed.com